ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

شوال المکرم : ۱۴۲۰ھ
جنوری : ۲۰۰۰ء

قارئین کو عید الفطر مبارک

پیامِ عید

عُید کے دن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر عید گاہ کی طرف گامزن تھے کہ راہ میں ایک بچہ روتا ہوا دیکھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طفلک بے آسرا کو پیار کیا اور پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ عرض کی سب بچے اپنے اپنے ماں باپ کے ساتھ عید کی مسرتوں، راحتوں اور لذتوں سے لُطف اندوز ہو رہے ہیں اور میں تنہا اُداس ہوں۔ غم کی اس کھائی میں گرا تو آنسو اُبل پڑے۔ رحمتِ کائنات علیہ الصلوات والتحیات الطیبات نے اس بچے کو اٹھایا اور اپنے کندھے پر بٹھا لیا اور فرمایا تو میرا بیٹا ہے، میں تیری تنہائی کا مُونس، میں تیرا غم خوار ہوں تو میرا دلدار ہے" (رضی اللہ عنہ) دولت کی مستی، اقتدار کے نشہ، جاگیروں کے غرور، کارخانوں، ملوں کی چمنیوں کے دھوئیں، مشینوں اور ٹریفک کی وحشتوں کے شور میں کوئی ہے جو اُمّتِ رسولؐ کے غریبوں، فقیروں، مسکینوں یتیموں، ناداروں، بیماروں اور بے آسرا روتی، چلاتی، سسکتی ہوئی انسانیت کے سر پر محبت کا ہاتھ پھیرے، اسے اپنائیت کا کندھا دے، اس کی تنہائی کو پُر رونق کرے اس کے خلوت کدۂ دل وجان میں مسرتوں کا نور بکھیرے اور قبر وحشر کی وحشتوں میں کسی کو مُونس جاں بنائے؟

ابنِ امیرِ شریعت حضرت
سید عطاء المحسن بخاری
رحمۃ اللہ علیہ

عید کی حقیقی خوشیاں

حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ کی یادگار تحریر

تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے

چیچنیا میں روسی جارحیت اور مسلم اُمّہ

مجرم اعترافِ جرم کرتا ہے

طاغوت اور اسکا نظام وقانون

اخبار الاحرار

تنظیمی سرگرمیاں

عربي

التفسير الكبير

أبي عبد الله محمد بن عمر فخر الدين

طبعة جديدة مصححة

11 جلدیں 32 حصے

للإمام

الفخر الرازي

دار الحديث

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان پاکستان فون:- ۵۴۴۴۱۹

ومن مطبوعاتنا

عمدة القاري

عربي

شرح صحيح البخاري

للشيخ الإمام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني

الطبعة الأولى المطابقة بالترقيم كتبا وأبوابا وأحاديث
للمعجم المفهرس لألفاظ الحديث وفتح الباري
مع ذكر أطراف الأحاديث طردا وردا

طباعت عمدہ

کمپیوٹر ایڈیشن

کاغذ اعلیٰ سفید

سائز درمیانہ

دار الحديث

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔ پاکستان فون: ۵۴۴۴۱۹

لیمینیشن کی خوبصورت سوله جلدیں

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

Regd: M. No. 32

جلد ۱۱ | شمارہ ۱ | قیمت ۱۵ روپے

بیاد سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

شوال المکرم 1420ھ
جنوری 2000ء

بانی: مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیرِ مسئول

سید محمد کفیل بخاری

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک 150 روپے
بیرونِ ملک 1000 روپے پاکستانی

رفقاءِ فکر

مولانا محمد اسحٰق سلیمی
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ
سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ
محمد عمر فاروق

رابطہ: دارِ بنی ہاشم ۰ مہربان کالونی ملتان ☎ 061.511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

تشکیل

دل کی بات: اداریہ ——— سید محمد کفیل بخاری ۳

افکار: تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ——— محمد عمر فاروق ۵

" " ": چیچنیا میں روسی جارحیت اور مسلم امہ ——— عبدالرشید ارشد ۸

دین و دانش: عید کی حقیقی خوشیاں — امیر احرار، حضرت سید عطاء المحسن بخاری ۹

" " ": جنت میں لے جانے والے کام ——— حکیم محمود احمد ظفر ۱۱

شاعری ۲۰ تا ۲۶

حمد، (سید کاشف گیلانی)، نعت (حبیب الرحمٰن لدھیانوی)، منقبت سیدنا علی و سیدنا حسن رضی اللہ عنہم (حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ) نظم (حافظ ظہور الحق ظہور)، نظم (پروفیسر محمد اکرام تائب) غزلیں، (سید محمد یونس بخاری) نظمیں بیاد حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ (ڈاکٹر عاصی کرنالی، محمد مسلم غازی، پروفیسر جعفر بلوچ، حکیم محمد اسمٰعیل عاجز، ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن)

تعزیتی پیغامات: بر سانحہ ارتحال حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ ——— (ادارہ) ۲۷

ردّقادیانیت: مجرم اعترافِ جرم کرتا ہے ——— محمد طاہر رزاق ۲۹

تحقیق و تجزیہ: طاغوت اور اس کا نظام وقانون ——— ڈاکٹر سید محمد اقبال ۳۴

" " ": علومِ شرقیہ کی بے کسی ——— سید عزیزالرحمٰن ۳۸

" " ": اختلاف باعثِ ہلاکت ہے ——— تحریر: حجازی ابراہیم، ترجمہ: محمد اسلام عمری ۴۱

مشاہدات و تأثرات: امارتِ اسلامیہ افغانستان......مشاہدات و تأثرات ——— پروفیسر ابوالکلام خواجہ ۴۶

اخبارالاحرار: احرار رہنماؤں کی سرگرمیاں، تنظیمی دورے اور بیانات ——— ادارہ ۵۴

ترحیم: مسافرانِ آخرت ——— ادارہ ۵۸

دل کی بات

اکیسویں صدی کا تقاضا

بیسویں عیسوی صدی تاریخِ عالم کے ان گنت محیّر العقول واقعات کو اپنے جلو میں لئے اختتام کو پہنچی۔ اب ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں۔ نئی صدی کا استقبال ہم نے کس طرح کیا اور اب اس کے کیا تقاضے ہیں؟ اس سوال کے جواب کے لیے ہمیں پھر اپنی عظمت رفتہ کی طرف لوٹنا ہوگا۔ بیسویں صدی میں ہمارے علماء، مجاہدین، مشائخ اور اسلاف نے اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنے کیلئے ایک خواب دیکھا۔ پھر اس کی تعبیر ڈھونڈنے کے لئے دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیل گئے، انہوں نے اپنی بہترین صلاحیتیں اور تمام تر توانائیاں اس مقصد عالی کے لئے وقف کر دیں۔ وہ پھانسی کے پھندوں پر جھول گئے، گولیوں کی بوچھاڑ میں ڈٹ گئے، زنداں خانے اور عدالت کے کٹہرے اُن کے قہقہوں سے گونج اُٹھے۔ انہوں نے استقامت، عزیمت اور جرأت و بہادری کے ایسے لازوال نقوش تاریخ عالم پر ثبت کئے کہ گزشتہ صدی کے ماتھے کا جھومر بن گئے۔ جزائر انڈیمان سے لے کر برصغیر کے چپہ چپہ پر انہوں نے اپنی شجاعت کی داستانیں رقم کیں۔ انہوں نے مزاحمت کا راستہ اختیار کیا اور اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کے راستے میں سنگ مزاحم بن گئے۔ شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل شہید کے فکری و روحانی فرزندوں، محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، محمود حسن، انور شاہ کشمیری، حسین احمد مدنی، عبید اللہ سندھی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنا علمی، تحریکی اور جہادی سفر جاری رکھا اور وقت کے طاغوت انگریز کے اقتدار کا سورج غروب کر دیا۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہو گئے۔

قیام پاکستان بیسویں صدی کا نہایت اہم واقعہ ہے۔ اسے معرض وجود میں آئے ۵۲ سال ہو گئے ہیں۔ لیکن ہم آج تک اس کے قیام کے مقاصد (جو پیش کیے گئے تھے) کی تکمیل نہ کر سکے۔ اس کے اصل ذمہ دار پاکستان کے حکمران اور سیاست دان ہیں۔ آج ہم اللہ سے عہد شکنی کے سنگین جرم کی سزا بھگت رہے ہیں۔ باون سال میں کتنی حکومتیں اس عہد شکنی کی سزا کا شکار ہوئی ہیں لیکن کسی حکمران نے بھی یہ نہ سوچا کہ یہ اللہ کی طرف سے سزا ہے۔

ہمارے پڑوس میں بھی ایک انقلاب رونما ہوا ہے۔ جس نے پوری دنیا کے کفار و مشرکین کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔ افغانستان کا اسلامی انقلاب ایثار و قربانی سے معمور بیس سال کا جہاد کامیابیوں

اور کامرانیوں سے ہمکنار ہو کر اکیسویں صدی کو چیلنج کر رہا ہے۔ درویشوں اور فقیروں کا عظیم انقلاب جس نے پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔

انقلاب اسلامی افغانستان ہمیں دعوت دے رہا ہے۔ پاکستان کی دینی قوتوں، دینی مدارس کے علماء اور طلباء کو، دینی جماعتوں اور ان کے کارکنوں کو۔ تمہارے اسلاف نے جو خواب دیکھا تھا، ہم نے شرمندۂ تعبیر کردیا ہے۔ وہ ہمارے بھی اسلاف تھے۔ ہم انہی کے نقشِ قدم پر چل رہے۔ تم پر قرض ہے۔ اُس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرو۔ اکیسویں صدی کو اسلامی انقلاب کی صدی بنا دو اور پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنا دو۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

○

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحلت فرما گئے

عالم اسلام کے عظیم مفکر، ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مہتمم، رابطۂ عالمِ اسلامی کے بانی، سینکڑوں دینی کتابوں کے مصنف، عظیم دانشور اور ادیب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

وہ بلاشبہ عالم اسلام کی متاعِ عزیز تھے۔ انہیں پورے عالمِ اسلام میں عزت واحترام سے دیکھا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنی تحریر و تقریر سے اسلام کی بے پناہ خدمت کی اور لاکھوں انسان ان کی دعوت و تبلیغ اور پکار پر صراطِ مستقیم پر گامزن ہوگئے۔ انہوں نے یورپ کی فضاؤں اور عرب کے صحراؤں میں بیک وقت اسلام کی روشنی کو پھیلایا۔ وہ علم کا پہاڑ اور حلم کا معیار تھے۔ مولانا کی تصانیف ان کے لیے توشۂ آخرت اور مسلمانوں کے لئے بہترین فکری اثاثہ ہیں۔ علم و حکمت کا یہ آفتاب بیسویں صدی کے آخری دن غروب ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ (آمین) مولانا کے انتقال پر ان کے خاندان کے افراد ہی نہیں بلکہ پورا عالمِ اسلام تعزیت کا مستحق ہے۔

رسالہ پریس جاچکا تھا جب یہ المناک خبر سنی گئی۔ پہلی کاپی روک کر تعزیتی شذرہ کے طور پر یہ چند سطور سپردِ قلم کی گئیں یقیناً ان میں مولانا کی عظیم ہستی کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا حق اداء نہیں ہوا۔ آئندہ اشاعت میں تفصیلی مضمون شامل کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے

محمد عمر فاروق

۱۲ اکتوبر کو موجودہ فوجی حکومت برسر اقتدار آئی تو امریکہ نے اس تبدیلی پر گہری تشویش کا اظہار کیا۔ امریکہ کے نزدیک اقتدار کی تبدیلی کا یہ عمل سراسر غیر جمہوری اقدام تھا۔ پہلے پہل امریکہ نے دھونس اور دھمکی آمیز لب و لہجہ استعمال کیا۔ لیکن پاکستانی عوام کا فوجی حکومت کے حق میں شاید ردِ عمل دیکھ کر امریکہ کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور "تیل دیکھو، تیل کی دھار دیکھو" کے مصداق اس نے اپنے طرزِ کلام میں تبدیلی پیدا کرلی۔

اب پھر امریکہ کے پیٹ میں جمہوریت کا ناسور جاگ پڑا ہے۔ پاکستان میں امریکی سفارت خانہ کے کلچرل ونگ نے "ڈیموکریسی فورم" کے نام سے قائم شعبے کو متحرک کر دیا ہے اور اس فورم کے تحت جمہوریت اور جمہوری عمل کی اہمیت کے حوالے سے لیکچرز اور بحث و تمحیص کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے سوال یہ ہے کہ جب جمہوریت کا معنیٰ اکثریت کی رائے لیا جاتا ہے تو امریکہ کو اس مروجہ معنی اور مفہوم میں تبدّل اور تحرّف کا حق کس نے دیا ہے؟ وہ آزاد و خود مختار ملکوں کے عوام کی اکثریتی رائے کو تسلیم کرنے سے کیوں گریز کرتا ہے۔ جبکہ جمہوریت نے انہیں ایسا کرنے کا حق دیا ہے۔ کیا محض اس لیے امریکہ کو ایسے عام اکثریتی فیصلے اور آراء قابل قبول نہیں ہیں کہ وہ سب امریکی مفادات سے ٹکراتی ہیں اور رائے دہندگان کی اکثریت امریکی جارحیت و دہشت گردی کے آگے سرنیوڑ دینے کی بجائے اس سے آنکھیں چار کرتی ہے۔

امریکہ یہ کھلی حقیقت تسلیم کرنے سے کیوں گریزاں ہے کہ میاں محمد نواز شریف کی برطرفی جیسے فوجی حکومت کے اقدام کو تاحال مکمل عوامی پذیرائی اور حمایت حاصل ہے۔ پاکستانی عوام نے بالاتفاق فوج کے اس اقدام کو سراہا ہے۔ اگر عوام الناس کی آزادیٔ رائے کا ہی نام جمہوریت ہے تو جمہور نے اپنا حق رائے دہی استعمال کر کے جمہوری اصولوں کی پاسداری کی ہے۔ امریکہ اگر اب پاکستان میں فوج کو اقتدار میں دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے تو اس کا یہ رویہ بذاتِ خود غیر جمہوری اور سراسر دخل در معقولات قرار پاتا ہے۔ امریکہ کو یہ اختیار کس نے سونپا ہے کہ وہ دوسرے ملکوں کے معاملات میں خواہ مخواہ اپنی ٹانگ اڑاتا پھرے اور کروڑوں انسانوں کی رائے پر اپنی مرضی مسلط کرے اور ایسے نامعقول شیطانی اور فرعونی ہتھکنڈوں کے باوجود جمہوریت کا ڈھنڈورا پیٹے۔

امریکہ کو اب یہ حقیقت مان لینی چاہیے کہ پاکستانی افواج اور عوام امریکہ دشمنی میں یک زبان و یک آواز ہیں۔ پاکستانی عوام اس جمہوریت پر لاکھ بار لعنت بھیجتے ہیں جس ظالمانہ و کافرانہ نظام نے انہیں تقسیم در تقسیم کر کے باہمی نفرت و کدورت اور ایک دوسرے کا خون بہانے کا رسیا کر دیا ہے اور لسانیت، صوبہ پرستی اور فرقہ واریت کی زہر بھری شوگر کوٹڈ گولیاں کھلا کھلا کر انہیں ادھ موا کر دیا ہے۔ یہ بے رحم جمہوریت ہی ہے جس نے ہم پر گزشتہ نصف صدی سے ایک مخصوص پانچ فیصدی طبقہ مسلط کر رکھا ہے۔ یہ

جمہوریت ہی ہے۔ جس کے جمہوری فرزندوں نے پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے اور جاگیر داروں اور وڈیروں کو امیر سے امیر تر اور غریب اور مفلوک الحال عوام کو فاقوں مرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ عوام تو اس ملک میں امن و سکون اور عدل و انصاف کے پھول کھلتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ جمہوریت چاہتے ہیں، نہ مارشل لاء یا شخصی آمریت۔ کیونکہ کسی بھی نظام نے انہیں مصائب و آلام کے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں دیا۔ ان خارزاروں سے عوام کے بدن پر بچے کھچے چیتھڑے ہی تار تار نہیں ہوئے، بلکہ ان کی روحیں بھی زخمی ہو کر کراہ رہی ہیں۔ عوام تو اس مقدس گھڑی کے منتظر ہیں کہ جب انہیں اس ابدی و آفاقی نظام حیات "اسلام" کی بہار سے ہمکنار ہونے کا زریں موقع ملے گا کہ جس کی فصل گل کا رستہ تکتے تکتے ان کی آنکھیں پتھرا رہی ہیں۔ اللہ کرے کہ اسلام کی حاکمیت قائم کرنے کا سہرا جنرل مشرف کے سر پر بندھے اور وہ اس عظیم سعادت سے "مشرف" ہو کر دنیا میں تکریم اور آخرت میں فوز و فلاح سے شرفیاب ہوں۔ (آمین)

سعادتوں کا یہ سفر امریکہ کی ناراضی کا باعث ضرور بنے گا۔ لیکن جب قادر مطلق کی ذات پر یقینِ کامل ہو تو کسی کی ناراضی کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ بلکہ اللہ کی خوشنودی کا باعث بن جاتی ہے۔

امریکہ جو جمہوریت کا چیمپئن بنتا ہے اور انسانی حقوق کے تحفظ کے بلند بانگ دعوے کرتا ہے۔ اسے کشمیر میں ایک کروڑ بیس لاکھ انسانوں کے حقِ رائے دہی پر بھارت کی ڈاکہ زنی نظر نہیں آتی۔ چیچنیا میں دس لاکھ انسانوں پر روسی درندوں کی غارت گری امریکی نظریۂ جمہوریت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ عراق میں خود امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی جارحیت اور ہزاروں عراقیوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مسل دیئے جانے پر بھی امریکی جمہوریت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ افغانستان میں اسامہ بن لادن کے نام پر شمالی اتحاد کے ذریعے لاکھوں افغانوں پر مظالم امریکی جمہوریت کی توجہ اپنی جانب مبذول نہیں کراسکتے۔ آخر کیوں؟ صرف اس لیے کہ یہ سب مظلوم مسلمان ہیں۔ جن کے سینے اسلام کی سربلندی کے عزم بلاخیز سے معمور ہیں۔ جو اللہ کے دشمنوں سے ٹکرا جانے کا حوصلہ اور جگر رکھتے ہیں۔ اور امریکی نیو ورلڈ آرڈر کو مسترد کرتے ہوئے امریکہ کی غلامی کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں۔

ان دنوں پھر سی ٹی بی ٹی کے مسئلے پر پاکستان پر دباؤ بڑھایا جا رہا ہے۔ لیکن عالم یہ ہے کہ خود امریکہ جو دوسروں سے اس معاہدے پر دستخط کرانا چاہتا ہے۔ اس کی اپنی سینٹ نے اکثریت سے سی ٹی بی ٹی کی توثیق سے انکار کر دیا ہے۔ گویا امریکہ کے قوانین اور ضابطے اپنے لیے اور ہیں اور دوسروں کے لیے اور۔ وہ امریکہ جو ایک کروڑ ساٹھ لاکھ یہودیوں کی غنڈہ گردی اور وحشت و درندگی پر نہ صرف خاموش تماشائی ہے بلکہ ان کا مکمل پشت پناہ اور سرپرست ہے۔ وہی امریکہ دوسری طرف ایک ارب سے زائد مسلمانوں کو جو یہود و نصاریٰ کے ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ بنیاد پرست، دہشت گرد اور انتہا پسند کے القاب سے بدنام کرتا ہے۔ امریکی نظریۂ جمہوریت کے اس دوہرے معیار نے اب غیرت مند مسلمانوں کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ وہ بجا طور پر یہ سمجھنے لگے ہیں کہ اگر انہیں خودداری اور حمیّت کی زندگی بسر کرنی ہے تو امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کے خوشنما وعدوں، دلفریب دعووں اور مسحور کن جمہوری نعروں میں پوشیدہ مکر و فریب اور چالبازیوں کے خنجر کا پردہ چاک کرنا ہو گا۔ کیونکہ یہ تو الٰہی فیصلہ ہے کہ "یہود و نصاریٰ کبھی بھی مسلمانوں کے دوست و خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔"

مسافرانِ آخرت

گزشتہ مہینوں میں درج ذیل حضرات کے اعزہ انتقال فرما گئے ہیں۔

- محترم حکیم محمود احمد ظفر صاحب مدظلہ (سیالکوٹ) کی چچی مرحومہ
- محترم افضل حق قرشی صاحب (لاہور) کے والد ماجد

ادارہ نقیب ختم نبوت کے تمام ارکان، مرحومین کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ پسماندگان کے غم میں شریک ہیں اور ان کے لیے صبر کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے (آمین) قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومین کی مغفرت کے لیے دعا اور ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

اشاعتِ خاص

بیاد امیر احرار، سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت ملتان اپنے بانی مدیر اور مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت پر عنقریب ایک یادگار تاریخی نمبر شائع کر رہا ہے۔ مجلس احرار اسلام سے وابستہ کارکنوں، حضرت شاہ جی کے ذاتی دوستوں اور ان کی شخصیت سے متأثر ہونے والے احباب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے تأثرات اپنی یادیں اور ملاقاتیں جلد قلم بند کر کے ادارہ کو ارسال فرمائیں۔

جن احباب کے پاس حضرت شاہ کی کوئی تحریر، آٹوگراف یا آڈیو کیسٹ موجود ہیں تو اس کی نقل عطا فرمائیں۔ تاکہ اس عظیم نمبر میں اسے شامل کیا جا سکے۔ ان شاء اللہ یہ نمبر صوری اور معنوی اعتبار سے تاریخی حیثیت کا حامل ہو گا۔

بقیہ از صفحہ ۵

تمام جج صاحبان کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ یہ فیصلہ پاکستانی عوام کی خواہشات کی صحیح اور مکمل ترجمانی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت اور سود کے لعنتی کفریہ نظاموں نے پاکستان کی سیاست اور معیشت کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ حکمران اگر ملک سے مخلص ہیں تو عدالت عظمیٰ کے اس تاریخی فیصلے کو بنیاد بنا کر ملک سے سودی نظام کے خاتمہ اور مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کریں اور قیامِ پاکستان کے مقاصد کی تکمیل کریں۔

چیچنیا میں روسی جارحیت اور مسلم اُمّہ

عبدالرشید ارشد
(جوہر آباد)

نام نہاد داغستانی مجاہدین کی روس کے خلاف کارروائی کو بہانہ بنا کر، روس نے چیچنیا کے خلاف جس ننگی جارحیت کا ارتکاب کیا ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، جن داغستانی مجاہدین یا دہشت گردوں نے روس کے خلاف کارروائی کا آغاز کیا تھا ان کا کسی بھی جگہ وجود تلاش نہیں کیا جا سکا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روس نے اپنی سابقہ خفت مٹانے کے لیے داغستانی مجاہدین کا نام لے کر چیچنیا پر چڑھائی کر دی۔

رسم دنیا نبھانے کے لئے یورپی یونین وغیرہ کی طرف سے، روسی جارحیت کی مذمت تو نہ ہوئی البتہ روسی کارروائی پر تشویش کا اظہار ہوا۔ مگر آفرین ہے کہ مسلم امہ کی طرف سے کہیں ایسی تشویش بھی سامنے نہیں آئی عالمی ضمیر کے مسلمہ نمائندے بھی، یعنی کوفی عنان تشویش میں مبتلا ہیں۔

تشویش شاید اس بات پر زیادہ ہو کہ اگر چیچن مجاہد روسی مظالم اور جارحیت سے بچ گئے تو کل کلاں کسی محاذ پر ہمارے سامنے صف آرا نہ ہو جائیں ورنہ اگر انسانی ہمدردی کے تحت تشویش ہوتی تو کوئی روس کی مذمت کرتا، کوئی چیچن حکومت کا حوصلہ بڑھاتا، کوئی عملاً ثالثی کے لیے آگے بڑھتا، کوئی کویت کی مدد کے لئے عراق پر حملوں کی طرح بے سروسامان چیچنیوں کی مدد کو لپکتا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔

ہمیں غیروں کی معنی خیز تشویش پر تعجب نہیں ہے۔ تعجب تو ہمیں مسلمان کہلوانے والے حکمرانوں کی بے حمیتی اور بے غیرتی پر بھی نہیں ہے کہ یہ سگانِ دنیا ہیں جو "بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" کے فارمولے پر زندگی گذار رہے ہیں۔ تعجب تو اس پر ہے کہ عالمی اسلامی تحریکوں نے بھی کسی ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا۔ ایسا اظہار، فلک پیر بھی جس سے ہل جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مفادات کی دنیا میں ضمیر تلاش کرنا بھی شاید ضیاعِ وقت ہے اور اگر یہ کسی کونے کھدرے میں چھپا مل جائے تو ٹھٹھرا ہوا، مُرجھایا ہوا جیسے کوئی بے کس و بے سہارا یتیم ...... اور یتیموں کا حکمرانوں کے مساکن میں کیا کام! اس ضمیر کو تو ورلڈ بنک، عالمی مالیاتی ادارے اور امریکی یورپی امداد، اپنے بوجھ تلے دبا کر مار چکے ہیں۔

مسلم امہ کی بے حسی اور بے غیرتی کے باوجود چیچن زندہ رہیں گے۔ وہاں امام شامل پیدا ہوتے رہیں گے اور یقیناً ان شاء اللہ تعالیٰ ہر دور کا کفر ان سے خائف رہے گا اگر کفر خائف نہیں رہے گا تو دوسری "مسلمان مملکتوں" سے۔ ہم کسی کا نام نہ بھی لیں، پاسِ ادب سے، تو دنیا جانتی ہے کہ وہ کون کون سی ہیں۔

عید کی حقیقی خوشیاں

ابنِ امیر شریعت
سید عطاء المحسن بخاری
رحمتہ اللہ علیہ

خوشی کے دن خوشی کی راتیں لوٹ لوٹ کر آتی ہیں، دلوں کو لبھاتی ہیں اسی کا نام عید ہے اور اس عید کو سویوں والی عید بھی کہتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس دن فرشتوں کے سردار اپنے لاؤ لشکر سمیت ملکوتی صفات سے مرصع زمین کو زینت بخشتے ہیں اور اس کی رونقوں میں ہزاروں گنا اضافہ کرتے ہیں۔ چوراہوں، موڑوں اور راستوں پر چلنے والے روزہ داروں، قرآن خوانی کرنے والوں، رمضان کی مقدس راتوں کو جاگنے والوں، تہجد میں قرب الٰہی کی ساعتوں میں اپنے اور امت کیلئے بخشش مانگنے والوں پر مبارکباد کے ڈونگرے برساتے ہیں۔ اللہ کی رضا، مغفرت، رحمت، آگ سے آزادی کا مژدہ جانفزا سناتے ہیں ایسے لوگوں کو اجر آخرت کے بے مثال تحفے کی بشارتیں دیتے ہیں۔ لیلتہ القدر کی تلاش میں فکر مند رہنے والوں کو ابدی راحتوں کا سندیسہ دیتے ہیں۔ یہ سندیسہ ایسے خوش بخت لوگوں کو ملتا ہے۔ اطاعت واتباع جن کے خون میں شامل ہو جاتی ہے۔ بندگی جنہیں راس آ جاتی ہے، خواہشیں، لذتیں اور شہوتیں دفن کرنے کا سلیقہ جنکی خو بن جاتا ہے۔

کوئی لبرل، کوئی سیکولر، کوئی فری تھنکر اور آوارہ خرام یہ مقام و مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا..... جب تک یہ جسمانی زندگی، یہ دنیاء فانی، یہ عارضی حیات ہے تو اسکی بہاریں رنگ بکھیرتی رہیں گی۔ اسکے حسین رنگ خوبصورتی میں اضافہ کرتے رہیں گے، حیات تازہ کا پیغام دیتے رہیں گے۔ خوشی، اچھا لباس پہننے، اچھی خوراک کھانے، اچھے مکان میں رہنے کا نام نہیں۔ گانے بجانے، ناچنے اچھل کود اور آوارگی، مست خرامی، گھوما گھامی کا نام نہیں۔ یہ تو کفار و مشرکین کی علامتیں ہیں۔ یہ ان کی ثقافت ہے، کافروں کا کلچر ہے، مشرکین کی سولائزیشن ہے۔ مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت دنیا بھر کی قوموں سے منفرد ہے۔ ممتاز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو اہل مدینہ کی اچھل کود دیکھ کے فرمایا: "یہ کیا ہے؟" مدینہ والوں نے عرض کی کہ یہ ہماری عید ہے اور یہ خوشیوں کا حاصل ہے۔ اللہ کے عظیم الشان نبی نے فرمایا: "ہمیں اللہ نے اس سے بہتر عید عطا فرمائی ہے جس میں عباداتی غلبہ بھی ہے اور فرحت وانبساط بھی ہے۔ دین کا کمال ہی یہ ہے کہ دین نے ہمیں زندگی کی تمام جائز لذتوں، فرحتوں، راحتوں اور خوشیوں سے لطف اٹھانے کا مکمل حق دیا ہے۔ حیوانیت کا بت لذتیت پاش پاش کیا ہے۔ کفار و مشرکین جیسی سولائزیشن اور طرز زندگی پر پابندیاں عائد کی ہیں۔ انہی پابندیوں کی اطاعت و قبولیت ہی عبادت ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص، سعادتمند ہے وہ

معاشرہ، جو اپنی خوشیوں کو بھی عباداتی اداؤں سے مزین کرتا ہے۔ اللہ سے تعلق نہیں توڑتا، شیطانی اعمال میں غوطہ زن نہیں ہوتا بلکہ اللہ رحمن ورحیم کو خوش کرتا ہے۔ شیطان کی خوشیوں کو دوبالا نہیں کرتا، نافرمانیوں کے گندے جوہڑ میں ڈبکیاں نہیں کھاتا، لوگوں کو دعوت گناہ نہیں دیتا، گناہ کے کاموں پر مال خرچ کر کے شیطان کا بھائی نہیں بنتا۔ اللہ پاک نے ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔ یہ شیطان کے بھائی ہی تو ہیں جو پورے ملک میں شیطانی صفتوں کو پھیلانے میں مشغول ہیں۔ لوگوں کی ناموس لوٹتے ہیں۔ ان کی عزت و آبرو نوچتے ہیں، انسانی جانوں کو بھنبھوڑتے ہیں اور اپنی ابلیسی خواہشات کی تکمیل کیلئے عصمتیں تار تار کرتے ہیں۔ ہمارے ملک کا بہت بڑا حادثہ یہ ہے کہ ایسے موذی ہی اقتدار کے حاشیہ نشین بھی ہوتے ہیں، ایسے افراد ہی ترقیوں کی منزلیں بھی طے کرتے ہیں، سرکاری خزانے پر شینچی مارتے ہیں اور نبوی اقدار کا خون کرتے ہیں، معاشرے میں فساد پیدا کرتے ہیں۔ ایسے خبیث و بد خصلت لوگوں سے اللہ اپنی پناہ میں رکھے (آمین) اس ملک کو ان کے ناپاک سائے سے بچائے۔ پاکستان، پاک تبھی ہوگا جب ایسے ناپاک، ناہنجار وناہموار وطن کی بھینٹ چڑھا دیئے جائینگے۔

عید کے دن ایک اہم کام یہ ہے کہ ہم اپنے بے سروسامان بھائیوں، بے حیثیت ہم وطنوں کو بھی خوشیاں مہیا کریں۔ ان کو راحتوں سے آشنا کریں، ان کے غم و اندوہ کو مسرتوں سے روشناس کریں، ان کے دل کو کیف و سرور کی دھڑکنیں عطا کریں، ان کے معاشرتی بوجھ کم کریں، ان کو معاشرے کا باعزت فرد بنائیں، ان کیلئے جینا آسان کریں، ان پر رحم کریں تاکہ عرش بریں سے ہم پر رحمتیں چھم چھم برسیں۔ تو پھر ہماری عید انسانی و روحانی ناطے سے بہت بڑھی عید ہے۔ خوشیوں بھری عید، پُربہار عید ہے۔ ایسی عید منانے والوں کو بجا طور پر کہا جا سکتا ہے۔

زندگی کی بہار تم دیکھو
عیش لیل و نہار تم دیکھو
ایک ہی عید پر ہے کیا موقوف
ایسی عیدیں ہزار تم دیکھو

نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک یادگار واقعہ معاشرے کیلئے قانون کی حیثیت رکھتا ہے کہ عید کے دن آپ راستہ سے گزر رہے تھے کہ ایک بچہ روتا دیکھا، فرمایا بیٹا کیوں روتے ہو؟ بچے نے عرض کیا میرا باپ نہیں ہے۔ آپ نے اس بچے کو اٹھایا اور اپنے کندھے پر سوار

(بقیہ ص ۴۵ پر)

حکیم محمود احمد ظفر　(قسط دوم)

جنت میں لے جانے والے کام

****

ایک شخص برائی کر رہا ہو اور دوسرا اس کو دیکھ کر نہ روکے، نہایت خطرناک اور پوری ملت کے لیے مہلک ہے۔ کیونکہ ہر قوم میں بگاڑ ابتداء میں چند افراد سے شروع ہوتا ہے۔ اگر قوم کا اجتماعی ضمیر اپنے اندر زندگی کی کوئی رمق باقی رکھتا ہے تو ان کا زندہ ضمیر ان افراد کے بگاڑ کو دبائے رکھتا ہے اور قوم بحثیت مجموعی بگڑنے نہیں پاتی، لیکن اگر قوم یا ملت ان افراد کے معاملہ میں سستی سے کام لیتی ہے اور ان کو ملامت اور زجر و توبیخ کرنے کے بجائے ان غلط کاریوں کے کرنے کے لیے آزاد چھوڑ دیتی ہے تو رفتہ رفتہ برائی کا وہ زہر جو پہلے صرف چند افراد میں سمایا ہوا تھا۔ ساری قوم کے جسم کو مسموم بنا دیتا ہے اور نتیجہ وہی ہوتا ہے جو بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا کہ ساری قوم تباہی اور ہلاکت کے گڑھے میں گر جاتی ہے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

''لوگ جب کسی برے کام کو دیکھیں گے اور اس کو نہیں بدلیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر بہت جلد اپنا عذاب نازل فرما دے گا۔'' (سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۳۲۷)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، ورنہ حق تعالیٰ تم پر ایسا ظالم بادشاہ مسلّط فرما دیں گے جو نہ تو تمہارے بڑوں کی کچھ رعایت کرے گا اور نہ اس کو تمہارے چھوٹوں پر رحم آئے گا۔ اور اس وقت اگر تمہارے نیکو کار لوگ بھی دعا کریں گے تو بھی قبول نہیں ہو گی۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے نصرت مانگیں گے تو بھی نہیں ملے گی اور معافی مانگنے پر معافی بھی نہیں ملے گی۔'' (تنبیہ الغافلین ص ۵۵)

حافظ ابن قیم نے ایک لمبی حدیث میں یہ الفاظ بھی نقل فرمائے ہیں کہ

''جب کوئی قوم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیتی ہے تو نہ اس کی دعائیں سنی جاتی ہیں اور نہ ہی ان کے اعمال قبولیت کا درجہ پاتے ہیں'' (الدواء الکافی لابن قیم ص ۶۳)

امام احمد بن حنبل سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

''کسی بھی قوم میں جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہونے لگے اور قوم میں وہ لوگ باعزت اور اکثریت میں ہوں جن کو گناہ اور معاصی سے اجتناب ہے، لیکن پھر بھی وہ نافرمانوں کو نافرمانی سے نہیں روکتے تو اللہ ایسی قوم میں عذاب کو عام فرما دیتا ہے۔'' (الدداء الکافی ص ۲۳)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم اچھی باتوں کا حکم دیتے رہو اور بری

باتوں سے روکتے رہو، ورنہ پھر اللہ تم پر اپنا عذاب نازل کر دے گا۔ پھر تم اس سے دعا بھی مانگو گے تو وہ بھی قبول نہ ہو گی۔'' (ترمذی جلد ۴ ص ۴۶۸)

اچھی باتوں کا حکم دینے اور بری باتوں سے روکنے والے کو نرم مزاج اور خوش گفتار ہونا چاہیے۔ دل دکھانے والے الفاظ اور درشت اور ناپسندیدہ کلمات سے بچنا چاہیے کیونکہ حدیث میں ہے کہ:

''جب تم میں سے کوئی شخص اچھی بات کا حکم دے تو اسے چاہیے کہ اس کا یہ حکم دینا عمدہ اسلوب اور احسن طریق سے ہو، تاکہ اس کا کلام مؤثر اور مقبول ہو۔''

اس سلسلہ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب قاسمی قدس سرہ کی کتاب ''دعوت اسلام'' پڑھنے کے قابل ہے۔ ہر داعیٔ اسلام کے لیے اس کتاب کا پڑھنا نہایت ضروری ہے۔

۷۔ جنت میں انسان کو لے جانے والا ایک عمل مظلوم و مقہور آدمی کی مدد کرنا ہے۔ مظلوم کی مدد کے بارہ میں کئی احادیث مروی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ:

''مظلوم کی اعانت یہ ہے کہ اس سے ظلم دور کر دیا جائے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے۔'' آپ سے پوچھا گیا گیا۔ اگر کوئی شخص صدقہ نہ کر سکے تو پھر کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے دست و بازو سے عمل کرے اپنی ذات کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ کرے۔'' عرض کیا گیا کہ اگر کوئی شخص یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا: کسی مصیبت زدہ اور مظلوم حاجت مند کی مدد کرے۔ پھر عرض کیا گیا کہ اگر کوئی یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا پھر نیکی اور خیر کا حکم دے۔ پھر پوچھا گیا کہ اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا: برائی اور شر سے رک جائے اس پر بھی صدقہ کا اجر و ثواب ملتا ہے۔ (مسلم جلد ۳ ص ۶۹۹، سنن دارمی جلد ۲ ص ۳۰۹، اللؤلؤ والمرجان جلد ۱ ص ۳۰۷)

۸۔ ایک خصلت جنت میں لے جانے والی حدیث میں یہ آئی ہے کہ لوگوں کی تکلیف کے درپے نہ ہوا جائے بلکہ ان سے حسن سلوک اور احترام سے پیش آیا جائے، کیونکہ جس طرح کوئی انسان یہ پسند کرتا ہے کہ اسے کوئی ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے اسی طرح اسے بھی چاہیے کہ کسی کو ایذا نہ دے۔ اس طرح لوگوں میں باہمی محبت پیدا ہو گی اور ہر شخص اپنے آپ کو دوسرے سے محفوظ و مصئون اور مامون سمجھے گا۔ اسی طرح جو شخص دوسروں کا احترام نہیں کرتا دوسرے بھی اس کو احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھتے کیونکہ یہ دنیا گنبد کی آواز ہے، جیسا کرو گے ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ خیر کی بوائی کرو گے تو خیر اور اچھائی کی فصل کاٹو گے اور اگر برائی اور شر کی فصل بوؤ گے تو سوائے کانٹوں سے اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخدا وہ شخص مومن نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ کون شخص؟ فرمایا: وہ شخص جس کا پڑوسی اس کے شر سے مامون نہ ہو۔

ایک اور حدیث میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ (مسلم جلد ۱ ص ۶۸)

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"جس شخص نے پاکیزہ مال کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے بے خطر اور مامون رہے، ایسا شخص جنت میں داخل ہو گا۔" ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج تو ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا: "میرے بعد آنے والی صدیوں میں بھی ہوں گے"۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۲۶۹)

ایک اور حدیث میں جو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:.... مومن وہ ہے جس سے لوگ امن میں رہیں اور مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ اپنے کو محفوظ سمجھیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو برائی کو چھوڑ دے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جنت میں اس وقت تک کوئی شخص داخل نہیں ہو گا جب اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ (کشف الاستار عن زوائد البزار جلد ۱ ص ۱۹، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۵۴ وقال رجالہ رجال الصحیح)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے سیدنا ابوذر غفاری سے کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس پر عمل کر کے انسان جنت میں داخل ہو جائے انہوں نے فرمایا۔ میں نے اس بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا آپ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان کے ساتھ کوئی عمل بھی ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ نے جو کچھ دیا ہو اس میں سے کچھ نہ کچھ دیتا رہے۔ میں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ۔ یہ بھی فرمائیے کہ اگر کوئی شخص غریب ہو اور کچھ دینے کے قابل بھی نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے منع کرے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ فرمائیے کہ اگر کوئی شخص اپنے مافی الضمیر کو بھی ظاہر کرنے پر قادر نہ ہو اور اچھی باتوں کا حکم اور برائی سے نہ روک سکتا ہو تو پھر کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ بھولے بھالے اور سیدھے سادے آدمی کی مدد کرے۔ میں نے پھر کہا کہ اگر وہ شخص خود سیدھا سادہ اور بھولا بھالا ہو تو پھر کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ مظلوم اور مغلوب شخص کی مدد کرے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ اگر وہ کسی مظلوم کی مدد بھی نہ کر سکتا ہو تو پھر کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: تم اپنے ساتھی میں کوئی بھی خیر اور بھلائی کی بات نہیں دیکھنا چاہتے؟ لوگوں کو ایذا پہنچانے سے رک جائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر یہ کرے گا تو کیا وہ جنت میں داخل ہو گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو ان خصائل میں سے کسی خصلت پر عمل کرے مگر یہ کہ وہ خصلت اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائے گی۔ (رواہ الطبرانی وابن حبان وقال الحاکم صحیح علی شرط مسلم)

اس سلسلہ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نیکی پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور یہ بھی نیکی ہے کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو اور یہ کہ تم اپنے بھائی کے برتن میں اپنے ڈول سے پانی ڈال دو"۔ (ترمذی جلد ۴ ص ۳۴۷)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی اور فاضل پانی کا روکنا اور نر جانور کو جفتی کے لیے نہ دینا ہے۔ (کشف الاستار جلد ۱ ص ۷۱، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۰۵)

اسی سلسلہ میں سیدنا ابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا اپنے مسلمان بھائی سے مسکرا کر ملنا صدقہ ہے۔ اور اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا صدقہ ہے۔ اور تمہارا کسی راستہ بھولنے والے شخص کی راہ نمائی کرنا صدقہ ہے۔ اور تمہارا پتھر، کانٹے اور ہڈی کا راستہ سے ہٹا دینا صدقہ ہے۔ اور تمہارا اپنے ڈول میں سے اپنے ساتھی کے ڈول میں پانی انڈیلنا بھی صدقہ ہے۔ (اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ کمزور نگاہ والے شخص کو راہ دکھانا بھی صدقہ ہے) (ترمذی جلد ۴ ص ۳۳۹-۳۴۰)

یہ چھوٹے چھوٹے کام اگرچہ دیکھنے میں چھوٹے ہیں لیکن اجر و ثواب کے لحاظ سے اور معاشرہ میں محبت و آشتی پیدا کرنے کے لحاظ سے بہت بڑے اور عظیم ہیں۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ راستہ میں نہ بیٹھو، اور اگر ایسا کرنا ہی ہے تو سلام کا جواب دو اور نگاہ کو پست رکھو اور راہ نمائی کرو اور سواری اور بار برداری میں لوگوں کی اعانت کرو۔ (کشف الاستار جلد ۲ ص ۴۳۵، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۶۲)

اس سلسلہ میں ایک اور روایت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے ہر سانس پر روزانہ ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ہمارے پاس اتنا مال کہاں ہے کہ اتنے صدقے کریں؟ آپ نے فرمایا خیر کے بہت سے ابواب ہیں۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ۔ اور اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا، اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا، اور بہرے آدمی کو سنانا اور نابینا کی راہنمائی کرنا، اور ضرورت مند کی حاجت روائی کرنا، اور فریاد رسی کرنے والے غلام کی حسب طاقت فوراً مدد کرنا، اور ضعیف و کمزور کی پوری قوت بازو سے مدد کرنا، یہ سب کے سب تمہاری طرف سے تمہارے نفس کے لیے صدقہ ہی تو ہیں۔ (بخاری و ابن حبان)

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ کون سا صدقہ سب سے اعلیٰ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی پلانا (ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۲۱۴) ایک اور حدیث میں ہے کہ جو مومن کسی دوسرے مومن کو پیاس کی حالت میں پانی پلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے رحیق مختوم (شراب خالص) سے پلائیں گے۔ (ترمذی جلد ۴ ص ۶۳۳)

اسی سلسلہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان پر روزانہ صدقہ واجب ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: راستہ میں سے تکلیف دہ شی کا اٹھا دینا بھی صدقہ ہے۔ کسی کو راستہ بتلا دینا بھی صدقہ ہے۔ اور بیمار کی عیادت کرنا بھی صدقہ ہے۔ اور جنازہ کے ساتھ جانا بھی صدقہ ہے۔ اور بری بات سے روکنا بھی صدقہ ہے، اور مسلمان کے سلام کا جواب دینے پر بھی صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

(اس مضمون کی اور بھی کئی احادیث ہیں ملاحظہ ہو کشف الاستار جلد ۱ ص ۴۳۹) مجمع الزوائد میں لکھا

ہے کہ یہ حدیث صحاح میں مختصر آئی ہے اور پوری حدیث بزار نے نقل کی ہے۔ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۰۴)

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ نماز کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا!۔ نماز کامل اور مکمل عمل ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں صدقہ کے بارہ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: صدقہ بڑی چیز ہے میں نے پھر عرض کیا میرے دل میں جو سب سے افضل اور بہترین عمل تھا وہ آپ نے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا وہ کیا؟ عرض کیا روزہ، فرمایا روزہ بہت عمدہ ہے اور اس سے بہتر کوئی عمل نہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر مجھ میں صدقہ کی طاقت نہ ہو؟ فرمایا اپنا فاضل کھانا صدقہ کر دیا کرو عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر سکوں، آپ نے فرمایا اچھی بات کرلیا کرو، میں نے پھر عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر سکوں، فرمایا لوگوں کے ساتھ برائی سے بچو اس پر بھی اس صدقہ کا اجر ملتا ہے جس کا تم اپنے اوپر صدقہ کرتے ہو میں نے پھر عرض کیا کہ اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں آپ نے فرمایا پھر تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے میں خیر اور بھلائی کی کوئی چیز بھی نہ چھوڑو (کشف الاستار جلد ۱ ص ۴۴۶ مجمع الزوائد جلد ۳، ص ۱۰۹)

۹۔ ایک خصلت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں لے جانے والی یہ بیان فرمائی کہ مسلمان کے سلام کا جواب دیا جائے۔ سلام اور جواب اگرچہ واجب علی الکفایہ ھے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دو چار شخص بیٹھے ہوتے ہیں اور کسی نے انہیں سلام کیا تو سب کا جواب دینا ضروری نہیں بلکہ اگر ان میں سے ایک شخص بھی جواب دے دے تو کافی ہو جائے گا لیکن اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہ گار ہوں گے۔ سلام کا جواب اتنی بلند آواز سے دینا چاہیے کہ سلام کرنے والا سن لے۔ خط میں جو سلام لکھ کر آتا ہے اس کا جواب بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح زبانی سلام کا جواب واجب ہے۔ سید نا عبداللہ بن عباس یہی فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے کسی مسلمان بھائی کا خط آئے اور تم اس کا جواب نہ دو تو تم گنہ گار ہو گے اللہ تعالیٰ کا ارشار ہے　وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا (نسا : ۸۶)

اور جب تم کو سلام کیا جائے تو تم بھی اس سے بہتر سلام کرو یا وہی پلٹ کر کہ دو یعنی جب کوئی تمہیں سلام کرے تو تمہارے اوپر واجب ہے کہ تم اس کے سلام کا یا تو ایسا ہی جواب دو یا اس سے اعلیٰ اور افضل کلمات کے ساتھ جواب دو (سلام کی مزید تفصیل کے لیے ملاحضہ ہو احقر کی کتاب "اسلامی آداب")

سلام کی تکمیل مصافحہ کرتی ہے چنانچہ امام ترمذیؒ سید نا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا اور آپ سے مصافحہ کرتا تو آپ اس کے ہاتھ سے اپنا دست مبارک اس وقت تک نہ کھینچتے تھے جب تک کہ وہ شخص خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا اور آپ اپنا چہرہ اس کے چہرے سے اس وقت تک نہیں ہٹاتے تھے جب تک وہ شخص خود اپنی توجہ نہ ہٹا لیتا اور آپ کو اپنے کسی ہم نشیں کے سامنے گھٹنے پھیلا کر بیٹھا ہوا نہیں دیکھا گیا۔ (ترمذی جلد ۴ ص ۶۵۴)

اس سلسلے میں سیدنا انس فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی دو مسلمان ایسے نہیں کہ وہ آپس میں ملیں اور باہم مصافحہ کریں اور ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ پر یہ واجب ہو جاتا ہے کہ انکے ہاتھ جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت کر دیں۔ (کشف الاستار جلد ۲ ص ۴۲۰)

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمد بزار اور ابو یعلیٰ موصلی نے روایت کیا ہے مگر یہ کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے اوپر یہ لازم کر لیتے ہیں کہ ان کی دعا قبول کرے اور ان کے ہاتھ ایک دوسرے سے الگ ہونے سے قبل اللہ تعالی ان کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۶۔ مسند احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں

۱۰۔ جنت میں داخلہ کے خصائل میں سے ایک خصلت یہ ہے کہ مسلمان کی دعوت قبول کی جائے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو اس کا مسلمان بھائی دعوت دے تو اسے قبول کرنا چاہیے۔ شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور دعوت ہو۔ (مسلم جلد ۲ ص ۱۰۳۵)

اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے اس میں جانا چاہیے (مسلم جلد ۲ ص ۱۰۵۲)

بعض حضرات کے نزدیک ولیمہ کی دعوت سے مراد ہر اس کھانے کی دعوت ہے جو چند لوگوں کے لیے تیار کیا جائے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کر لے پھر اگر روزہ دار ہو تو (صاحب خانہ کے لئے) دعائے خیر وغیرہ کر دے (بعض نے کہا ہے کہ وہاں نماز پڑھ لے) اور اگر روزہ نہ ہو تو کھانا کھا لے (مسلم جلد ۲ ص ۱۰۵۴)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ اسے قبول کرے پھر اگر دل چاہے تو کھا لے ورنہ چھوڑ دے۔ (مسلم جلد ۲ ص ۱۰۵۴)

اگر کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور اس کے ساتھ کچھ ایسے آدمی بھی ہوں جو اس دعوت میں مدعو نہ ہوں تو ایسی صورت میں صاحب خانہ سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے تاکہ اسے ملال خاطر نہ ہو چنانچہ سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور آپ کے پانچ آدمیوں کے لیے کھانا پکایا۔ ان حضرات کے ساتھ ایک اور صاحب ہو لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعوت دینے والے کے دروازہ پر پہنچے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آگئے ہیں۔ اگر تم اجازت دو تو کھانا کھا لیں گے ورنہ واپس چلے جائیں گے۔ صاحب خانہ نے کہا یا

رسول اللہ میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔ (مسلم جلد ۳ ص ۱۶۰۸)

اسی سلسلہ میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعوت دینے والا جب تمہیں دعوت دے تو اس کو قبول کرو اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرو اور ہدیہ کورد نہ کرو اور مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

(کشف الاستار جلد ۲ ص ۶۷ مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۵۲)

علماء نے لکھا ہے کہ دعوت کے چھوڑنے کے سلسلہ میں کوئی عذر قبول نہیں ہے مگر یہ کہ دعوت والی جگہ میں منشیات کا استعمال ہو رہا ہو یا کسی اور حرام چیز کا ارتکاب ہو رہا ہو یا وہاں خلاف شریعت کام ہو رہے ہوں یا کسی فاسق و فاجر کے اعزاز میں وہ دعوت منعقد کی گئی ہو تو ایسی صورتوں میں دعوت کو ہرگز قبول نہیں کرنا چاہیے۔

۱۱۔ ان خصائل میں سے ایک خصلت سلام میں پہل کرنا بھی ہے۔ سلام کے جواب دینے بارہ میں تو ہم گزشتہ سطور میں بھی بیان کر آئے ہیں لیکن سلام میں پہل کرنا اور اس کو عام کرنا یہ الگ ایک بہت بڑا عمل ہے جو آدمی کو جنت میں لے جاتا ہے۔ اسلام چونکہ مدنیت پر مشتمل دین ہے اس لئے اس میں مسلمان کی سوشل لائف پر بھی زور دیا گیا ہے۔ اسلام نے آپس میں ملاقات اور رخصت ہوتے وقت سلام کرنے کو مدنی مظاہر میں سے ایک مظہر کے طور پر مشروع قرار دیا ہے۔ اسلام کے اس سلام کی شان یہ ہے کہ اس سے دلوں میں الفت اور محبت پیدا ہوتی ہے جو ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان کے ساتھ تعلق کو مربوط اور مضبوط بناتی ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک مومن نہ بن جاؤ۔ اور تم مومن اس وقت تک نہیں بن سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی شے نہ بتاؤں جسے اگر تم کرلو تو آپس میں محبت و الفت پیدا ہوگی۔ آپس میں سلام کو عام کرو۔ (مسلم جلد ۱ ص ۷۴)

سلام کو عام کرنے کے لیے ترغیب دی گئی اور کہا گیا کہ سلام صرف جان پہچان والے ہی کو نہ کرو بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرو خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ پھر یہ بھی کہا گیا کہ سلام میں پہل کرنا تقرب الٰہی کا باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے مقرب بندہ وہ ہے جو سلام میں ابتداء اور پہل کرے۔ (سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۱۶۴)

ایک صحابی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو تمہارے لیے تمہارے بھائی کی دوستی کو خالص کردیں گی یہ کہ جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کو کشادہ کرو اور اس کے پسندیدہ نام سے اس کو پکارو (طبرانی معجم اوسط)

بخاری اور مسلم میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ تو ان سے فرمایا کہ ان فرشتوں کو سلام کرو۔ فرشتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ اور دیکھو کہ وہ آپ کو کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر یہ آپ اور آپ کی اولاد کے لیے سلام مقرر ہو جائے گا۔

چنانچہ سیدنا آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو جا کر السلام علیکم کہا۔ فرشتوں نے جواب میں السلام علیک ورحمۃ اللہ کہا اور حضرت آدم علیہ السلام کے سلام کے جواب میں "رحمۃ اللہ" بڑھا دیا۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس نے انہیں جمع کرلیا اس نے ایمان کو جمع کرلیا۔ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنا اور سب کو سلام کرنا اور تنگی میں خرچ کرنا۔

اسی سلسلہ میں امام ترمذی نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام کو پھیلاؤ اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (ترمذی جلد ۴ ص ۲۸۷ وقال حسن صحیح)

سیدنا عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس نیکیاں مل گئیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اور انہوں نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیس نیکیاں مل گئیں۔ پھر ایک اور تیسرا شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیس نیکیاں مل گئیں۔ (ترمذی جلد ۵ ص ۱۵۲)

سیدنا عمارؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تین چیزیں ایمان کی علامت ہیں۔ تنگی میں خرچ کرنا، اور سب کو سلام کرنا، اور اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنا۔ (کشف الاستار جلد ۱ ص ۲۵، مجمع الزوائد جلد ۱، ص ۵۶)

سلام کرنا سنت موکدہ ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے۔ ایک آدمی کا پوری جماعت کو سلام کرنا کافی ہے۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی جماعت گزرے تو ان میں سے ایک آدمی کو سلام کرنا کافی ہے اور بیٹھنے والوں میں سے ایک کا جواب دینا کافی ہے۔ ایسا ہی زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور اگر لوگوں کی جماعت میں سے صرف ایک سلام کرے تو سب کی طرف سے کافی ہے۔ (سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۶۴۴)

۱۲۔ ان خصائل میں سے جو آدمی کو جنت کی طرف لے جاتے ہیں ایک خصلت یہ ہے کہ مسلمان کی چھینک کا جواب دیا جائے۔ یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ اس لیے اگر چھینکنے والا "الحمد

للہ" کہے تو سننے والے کو "یرحمک اللہ" جواب میں کہنا چاہیے اور پھر چھینکنے والے کو "یہدیکم اللہ ویصلح بالکم" کہنا چاہیے لیکن اگر چھینکنے والا الحمد اللہ نہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ نہیں کہا جائے گا البتہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے شخص کو چاہئیے کہ اسے الحمد اللہ کہنا یاد دلادے۔

اس سلسلہ میں سیدنا انس بن مالک کی روایت ہے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دو شخص بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں کو چھینک آئی۔ آپ نے ان دونوں میں سے ایک کو چھینک کا جواب دیا جب کہ دوسرے کو جواب نہ دیا۔ جس کو آپ نے جواب نہ دیا تھا اس نے عرض کی۔ یارسول اللہ فلاں صاحب کو چھینک آئی تو آپ نے اس کو جواب دیا، جب کہ مجھے چھینک آئی تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا۔ اس نے "الحمد للہ" کہا جب کہ تم نے الحمد للہ نہ کہا۔ (مسلم جلد ۴ ص ۲، ۲۲) سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتے ہیں اور جمائی کو ناپسند۔ لہذا جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے تو وہ "الحمد للہ" کہے تو ہر اس شخص کو جو اسے سنے اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا چاہیے۔ یاد رکھو جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اس لیے اس کو جتنا دبا سکتے ہو دبالو۔ اور جب انسان "ھا" کہتا ہے تو شیطان اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ ص ۶۰۷)

چھینک کے آداب میں سے یہ ہے کہ چھینکنے والا اپنی آواز پست کرے اور اپنی ناک کو کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ لے تاکہ اس کی ناک سے نکلنے والا پانی اس کے ساتھی اور پاس بیٹھے شخص کو ایذاء نہ دے۔ اور اگر سامنے کھانا وغیرہ ہو یا کوئی شخص سامنے بیٹھا ہو تو چھینکنے والے کو اپنا منہ پھیر لینا چاہیے۔ تاکہ چھینکتے وقت ناک سے نکلنے والا پانی کھانے پینے کی چیزوں اور سامنے بیٹھے ہوئے آدمی پر نہ پڑے۔ اس سلسلہ میں سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تھی تو آپ اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیا کرتے تھے اور آواز کو پست کرلیا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۲۰۲، ترمذی جلد ۵ ص ۸۶)

حضرت مولانا
محمد علی
جالندھری
رحمہ اللہ

مجاہد ختم نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
جدوجہد اور خدمات قیمت =/۱۰۰

تالیف: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ

مقدمہ:
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتھم

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

سید کاشف گیلانی

حمد

شب و روز کر رہا ہوں مرے کرد گار توبہ
کہ ترے غضب کے آگے ہے مرا حصار توبہ

مری بار بار توبہ ہے تجھے پسند یا رب
تو میں عمر بھر کروں گا یونہی بار بار توبہ

مرے دل کا چین چھینا ہے سیاہ کاریوں نے
مرے دل کو بخشتی ہے یہ عجب قرار توبہ

یہ خطائیں آدمی کی جو ہیں خار دار جنگل
انہی جنگلوں میں رحمت کی آبشار توبہ

تو اکرم کا ہے سمندر میں گنہگار بندہ
ترا اختیار بے حد ، مرا اختیار توبہ

مجھے ایک سانس آئے تو میں دوسری سے پہلے
جو نہ وقت مختصر ہو تو کروں ہزار توبہ

اسی بات نے تو شیطان کو کیا ذلیل و رسوا
وہ ہے سرکشی پہ نازاں اسے ناگوار توبہ

کروں رات دن خطائیں یہ مرے خمیر میں ہے
مرے داغ دھو رہی ہے مری اشک بار توبہ

اسے عفو و درگزر سے تو نواز دے گا یارب
جو کرے گا دل سے ہو کر کوئی شرمسار توبہ

وہ خدا ہے اپنے بندوں پہ کرم ہے اس کی فطرت
میں غلام ہوں تو کیوں نہ ہو مرا شعار توبہ

مجھے اب خدا پہ کاشف ہے یقین اس لئے بھی
مرے ذہن سے جوانی کا گیا خمار توبہ

از ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

نعت

درود ان پر سلام ان پر
ہر ایک نعمت تمام ان پر

خدا کے پیغام بر محمد
خدا کا اُترا کلام ان پر

وہ سارے نبیوں میں آخری ہیں
خدا کا ہر حکم تام اُن پر

وہ سب سے اعلیٰ وہ سب سے اولیٰ
جہاں کے لاکھوں سلام اُن پر

انہی کے دم سے زماں مکاں ہیں
ہے ختمِ عالی مقام اُن پر

ہیں ان کے اخلاق سب سے عالی
ہے ختم حسنِ کلام اُن پر

رخِ محمد جہاں سے اعلیٰ
فدا ہے ماہِ تمام اُن پر

وہ حق کے داعی وہ سچ کے راہی
نہیں کسی کو کلام اُن پر

مکاں سے جب لا مکاں گئے وہ
نظامِ شمسی تھا جام اُن پر

وہ سب سے اوّل وہ سب سے آخر
ازل ابد ہے تمام اُن پر

بنے جو ایمان و حق کے داعی
نگہ تھی خیر الانام اُن پر

حبیب بھیبوں میں چشم تر کو
جھکا جھکا کے سلام اُن پر

سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ

منقبت

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ

علی ہے میری محبت کا مرکز و محور
علی کا میں ہوں شناسا ہے وہ مرا مفخر

علی غلامِ محمد ہے میں غلامِ علی
جو تو غلامِ محمد ہے ہیں ترا قنبر

علی ہے مہر و مروّت، علی ہے صدق و صفا
علی قضا میں ولی ہے وہ زہد کا پیکر

علی ولاء و غنا ہے، علی ہے جود و سخا
علی بہ پیشِ الٰہی، اے مُشرکاں! افقر

علی ہے فقر کا وارث، علی کو فقر پہ ناز
علی کا فقر ہے دنیا میں بہتر و برتر

منقبت

شہزادہ اہل بیت، ہم شکل رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ابنِ علی، خلیفہ راشد پنجم، امیر المومنین سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

مالک حلم و حیا ،پیکر صدق و صفا
ہم شکلِ شاہِ دوسرا، سبطِ محمد مصطفیٰ

صاحب صلح و وفا، ازہر، نرالا رہنما
اشتر کا وہ جورو جفاء ، خونِ حسن! وا حسرتا

وہ ماحیٔ شرو فتن، سوہنی خلافت واہ حسن
مانا امیر شام کو، حکمِ نبی پورا کیا

وہ دامنِ زہرا کا پھول، گلشنِ دیں کا اصول
ملتِ بیضا نہ بھول، منظرِ صلح و وفا

وہ عظیم ابن عظیم، فکر رسا قلب سلیم
ان پہ صلواتِ عمیم، منبعِ رشد و ھدیٰ

حافظ محمد ظہور الحق ظہور

نزولِ رحمتِ یزداں کا دن ہے عید کا دن!

وصال دوست کا پیغام لے کے عید آئی
مسرتوں سے بھرا جام لے کے عید آئی
رضائے حق کی طلب میں جو روزہ دار رہے
انہیں کے واسطے انعام لے کے عید آئی
نزول رحمتِ یزداں کا دن ہے عید کا دن
قبول طاعتِ انساں کا دن ہے عید کا دن
دعا کا، ذکر کا، ایثار کا، سخاوت کا
کرم کا، لطف کا، احساں کا دن ہے عید کا دن
یہ اتفاق و محبت کا، پیار کا دن ہے
خزاں کو بھولئے، ذکر بہار کا دن ہے
جبینِ شوق، زمینِ نیاز پر رکھ کر
حدیثِ نعمت پروردگار کا دن ہے
ہے عید اس کی جو رکھتا ہو دل میں خوف خدا
ہے عید اس کی جو مصروفِ یادِ یار رہا
ہے عید اس کی گناہوں سے جس نے توبہ کی
ہے عید اس کی جو دربارِ کبریا میں جھکا
اسیرِ پنجۂ افلاس کو چھڑانا ہے
گرے ہوؤں کو اٹھا کر گلے لگانا ہے
نشانِ بغض و عداوت مٹا کے آج کے دن
دلوں کو مرکزِ مہرو وفا بنانا ہے
فلک پر شمس و قمر کا نظام ہے جب تک
زمیں پہ طیبہ و بیت الحرام ہے جب تک
ظہور! عید مبارک ہو اہل ایماں کو
غذائے روح، محمد☆ کا نام ہے جب تک

☆ صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر محمد اکرام تائب (عارف والا)

قرض لے کر دوستوں سے بھول جاتے ہیں بہت

جھومتے ہیں ناچتے ہیں گیت گاتے ہیں بہت
غم چھپانے کے لئے ہم مسکراتے ہیں بہت
ہے ازل سے ہم کو لاحق یہ مرض نسیان کا
قرض لے کر دوستوں سے بھول جاتے ہیں بہت
اجنبی گلیوں میں پھرتے ہیں برہنہ سر، مگر!
اپنے گھر میں ہر کسی سے منہ چھپاتے ہیں بہت
ان کی حالِ زار پر ہرگز نہیں ہوتی نظر
جو سنہری دور کی باتیں سناتے ہیں بہت
اپنے گھر میں ہم کو اکثر بھوک لگتی ہی نہیں
دوستوں کے ہاں جو دعوت ہو تو کھاتے ہیں بہت
دل کے میلے پن کا تائب کس طرح پائیں سراغ
چاند چہرے رات کو بھی جگمگاتے ہیں بہت

سید محمد یونس بخاری

غزل

سوچ کے پاؤں میں تو افلاس کی گرہیں نہ ڈال
عمر کے لمبے سفر میں یاس کی گرہیں نہ ڈال
گمشدہ سچائیوں سے بے وجہ منکر نہ ہو
واہمے کی ڈور میں تو آس کی گرہیں نہ ڈال
بے ثمر اشجار سے خوش کن توقع ہے فضول
سوکھے پتوں میں کسی باس کی گرہیں نہ ڈال
چاندنی راتوں میں عصیاں کی سیاہی دیکھ کر
اے دلِ ناداں غلط احساس کی گرہیں نہ ڈال
کاغذی پیکر ترا یونہی اڑا لے جائیں گی
آندھیوں کو تو فضائے راس کی گرہیں نہ ڈال
جو تیرے ادراک کی حد میں بھی آ سکتا نہیں
اس میں اپنی عقل کے خناس کی گرہیں نہ ڈال
قریۂ اغراض کا ماحول ہے دشمن تیرا
تو اسے یونس ملائم گھاس کی گرہیں نہ ڈال

○

غزل

رنگِ بہاراں کی امیدیں لوگوں کو صحراؤں سے
کتنی عجب ہے ہریالی کی خواہش اور خزاؤں سے
بے چینی کی دھوپ کڑی ہے ہر سو بھوک کے سائے ہیں
کوئی گھر محفوظ نہیں ہے غم کی اُود بلاؤں سے
مہر و وفا سب فرضی قصے امیدیں افسانے ہیں
چہرہ چہرہ سلگ رہا ہے شہر کی تلخ فضاؤں سے
وقت کی لہریں لے ڈوبی ہیں ان سرسبز درختوں کو
رہگیروں نے لطف اٹھایا جن کی ٹھنڈی چھاؤں سے
نغمہ و سنے سے ابھرے کیسے اب کوئی تصویر جنوں
شعلوں کی سی لپک ہے عنقا ان پُر کار نواؤں سے
سکھ کا لفظ پڑھا ہے یونس اخباروں کی سطروں میں
قریہ قریہ ڈھونڈوں اُس کو بے معنی آشاؤں سے

○

پروفیسر ڈاکٹر حاسی کرنالی

۸ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ ، ۱۷-دسمبر ۱۹۹۹ء، جمعۃ المبارک

ابن امیر شریعت جناب عطاء المحسنؒ کی یاد میں

اگر ہو جوہر ذاتی بہ شکل استعداد
متاعِ فخر ہے دنیا میں نسبت اجداد

اسی کی ایک تجلی تھے شاہ جی اپنے
وہ جس گھرانے کی ہے علم و فضل پر بنیاد

ہے جو "امیر شریعت" کا فیضِ دانش ودیں
اسی کو بانٹ رہے تھے بہ مسند ارشاد

اس آفتابِ ہدایت کی اک شعاعِ منیر
ہے جس کا نورِ مسلسل دل و نظر کی کشاد

بہار ہو کہ خزاں اس سے پھول چنتے تھے
ہمیشہ فیض رساں تھا وہ گلستانِ مراد

تھا ان کا علم بھی نافع، عمل بھی صالح تھا
پُر از وقار گزاری ہے صد مبارکباد

وہ عبدِ صابر و شاکر، وہ پیکرِ تسلیم
ہر امتحان میں اللہ کی رضا پر شاد

فروغِ دین و شریعت کی راہ و منزل میں
زفکر تابہ عمل ان کی زندگی تھی جہاد

الٰہی ان کے نقوشِ عمل رہیں روشن
یہ "مرکز" اہل طلب سے سدا رہے آباد

قاری محمد مسلم غازی (کراچی)

"گرامیٔ عصر، نازشِ خطاب"

۱۹۹۹ء

مولانا سید عطاء المحسن بخاری مرحوم ومغفور (ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

اہلِ دیں کا تھا قافلہ سالار
اس کے دم سے تھی عظمتِ احرار

وہ بخاریؒ کی آنکھ کا تارا
صاحبِ علم و فکر و خوش اطوار

بزمِ یاراں میں نرم خو تھا وہ
اہلِ طاغوت کے لئے تلوار!

نسلِ سادات کا وہ چشم و چراغ
کیا طبیعت تھی اس کی باغ و بہار

تھا رگوں میں جو خون مصطفوی
عظمتِ دیں کا تھا علم بردار

آج دنیا سے ہو گیا رخصت!
خادمِ دیں وہ مردِ خوش گفتار

گفتگو میں عجب فصاحت تھی
علم و دانش کا تھا وہ اک مینار

شارحِ دیں، مفسر قرآں!
عابدِ رب، وہ مردِ شب بیدار

جانشین وہ خطیب اعظمؒ کا
حق کا کرتا تھا برملا اظہار

چل دیا ہے وہ آج سوئے عدم
ڈھانپ لے اس کو رحمتِ غفار

پروفیسر جعفر بلوچ (لاہور)

موت کو آتی نہیں ہے موت

(حضرت سید عطاء المحسن بخاری کے سانحہ ارتحال پر)

دینِ حنیف و علم و ادب اشک بار ہیں
سیّد ترے فراق میں سب اشک بار ہیں
وقت آ پڑا ہے مسندِ ارشاد و درس پر
حرف و نوا ہیں آہ بلب ، اشک بار ہیں
دل ہیں رہینِ درد و الم اور سوگوار
آنکھیں ہیں وقفِ رنج و تعب ، اشک بار ہیں
دل تو بضد تھے شیون و ماتم پہ ، ہم مگر
تسلیم کر کے مرضئ رب، اشک بار ہیں
کچھ یوں بھی ہو رہی ہے بتدریج شرحِ غم
سکتے میں تھے جو پہلے، وہ اب اشک بار ہیں
ہم مر رہے ہیں ، موت کو آتی نہیں ہے موت
ہم اپنی بے بسی کے سبب اشک بار ہیں
جو نازشِ نفس تھی کہاں کھو گئی وہ صبح
جعفرؔ تمام نور نسب اشک بار ہیں

حکیم محمد اسمعیل عاجز قصور

سید عطاء المحسن شاہ صاحبؒ بخاری

خطیب ادیب بے باک عالم لکھ دا شعر اوہ بے مثال گیا
کردے رہن گے اوہنوں یاد لوکیں، اے پر توڑ اوہ سب جنجال گیا
ٹلدا وار قضا دا کسے توں نہیں اگے موت دے ہو نڈھال گیا
لیا من خدا دا حکم او ہنے فانی دنیا توں کر وصال گیا
کل نفس ذائقۃ الموت والا ذائقہ چکھ کے اوہ روان ہویا
تے ہویا باغ ویران احرار والا، ودیا جدوں ایتھوں باغبان ہویا
قید و بند دیاں جھل مصیبتاں اوہ حق و باطل دا فرق نتار گیا
جھکیا غیر دے اگے نہیں عمر ساری دیندا حق دی اوہ پکار گیا
عشق نبی دے وچ مسرور ہو کے اس دے وچ ہی عمر گزار گیا
دے کے سبق توحید دا قوم تائیں سر توں اپنے فرض اُتار گیا
وانگ شیر رہیا جوان ہو کے فضل اوس تے خاص ایہہ رب دا سی
عاجزؔ ہویا نہ کدی وی وچ منزل اوہ تے محسن یار و سب دا سی

(۲۰ نومبر ۱۹۹۹ء)

ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن ۔ ملتان

جرأت و حق گوئی میں وہ ایک شخصِ بے مثال

(بیاد حضرت سید عطاء المحسنؒ بخاری)

کلمہ پڑھ کے، خلد جانے کا اشارا کر گیا
میرا "محسنؒ" میری دنیا سے کنارا کر گیا

عمر بھر یہ خدمتِ اصحابؓ ہی جاری رہی
اُس زباں پر سیرتِ اصحابؓ ہی جاری رہی

رافضیت کی جراحت میں وہ مردِ باکمال
جرأت و حق گوئی میں وہ ایک شخصِ بے مثال

وہ قصیدے بوالحسنؓ کے روز و شب گاتا ہوا
وہ امیر معاویہؓ کی شان سمجھاتا ہوا

مومنوں کی ماؤں کو ہی "اہل بیت" اس نے کہا
"یہ قرآنی فیصلہ ہے" بر ملا اس نے کہا

دشمنانِ دین سے بے خوف ٹکراتا رہا
پوری قوت سے وہ حق کی بات بتلاتا رہا

نام روشن خانوادے کا دوبارہ کر گیا
قید و بند کی ہر صعوبت وہ گوارا کر گیا

اس کا رُتبہ، اس کا حُبِّ سیدِ ابرار دیکھ
قادیانی کفر گڑھ میں مسجدِ احرار دیکھ

مدارس احرار کے معاونین توجہ فرمائیں

مدرسہ معمورہ ملتان کے نئے اکاؤنٹ نمبر

40962-3

میں معاون احباب آئندہ رقوم ارسال فرمائیں۔

عنوان یہ لکھیں

مدرسہ معمورہ ملتان یا سید محمد کفیل بخاری
حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

سابقہ اکاؤنٹ نمبر: ~~29932~~

امیر احرار، ابنِ امیرشریعت، حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال پر تعزیتی پیغامات و تاثرات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مجلس احرار اسلام کے امیر، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کے روح و رواں اور امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے خلف الرشید حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ خیر المدارس ملتان سے دینی علوم کی تعلیم کی تکمیل فرمائی۔ حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے۔ اور وقت کے اکابر علماء دیوبند سے اکتساب فیض کیا۔ انہوں نے متعدد دینی، علمی اور سیاسی میدانوں میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھلائے، تقریر و تحریر اور وعظ و بیان کے بادشاہ تھے۔ سحر آفرین خطابت اور خوش الحانی انہیں میراث میں ملی تھی۔ وہ جب بولتے تو بولنے کا حق ادا کرتے۔ یوں محسوس ہوتا جیسے الفاظ و حروف ان کے سامنے پرا باندھے کھڑے ہیں۔ وہ نہ صرف خطیب تھے بلکہ شہنشاہ خطابت تھے۔ وہ قرآن پڑھتے تو آسمان سے فرشتے اترتے محسوس ہوتے۔ یوں لگتا جیسے ایک لمحہ کے لئے زمین و آسمان ساکت و صامت ہوگئے ہیں۔ وہ اسلام دشمن قوتوں کے لئے تیغ براں تھے۔ ان کے رگ و ریشہ سے اسلامی غیرت و حمیت ٹپکتی تھی۔ سارقینِ نبوت ہوں یا صحابہ کرام کے باغی، مرزائے قادیان کی اولاد ہو یا عبداللہ بن سبا کی ذرّیت، وہ سب کے لیے موت کا پیغام تھے۔ کسی بھی باطل و گمراہ تحریک اور جماعت کا تعاقب کرتے تو اسے انجام تک پہنچائے بغیر دم نہ لیتے۔ مغربی طرز حکومت اور جمہوریت کے خلاف بولتے تو ایسا محسوس ہوتا جیسے ان میں شیخ الاسلام امام غزالی و رازی کی روح بول رہی ہے۔ غرض وہ بے باک عالم دین، اور حضرت امیر شریعت کے سچے جانشین اور علم و فضل کے کوہ گراں تھے۔ خاندانِ نبوت کا خاصہ زہد و استغنا، ان کے روئیں روئیں سے ٹپکتا۔ وہ ہمیشہ جاہ و منصب سے کوسوں دور، سادہ زندگی اور بے تکلف طرز حیات کے قائل تھے۔ ہمیشہ برسرِ اقتدار طبقہ اور اصحاب ثروت سے کنارہ کش رہے۔ ان کی وجاہت اور حسن و رعنائی دیکھ کر ان پر حضرت امیر شریعتؒ کا شبہ ہوتا تھا۔

مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب (اکوڑہ خٹک)

بقیۃ السلف الصالحین حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری قدس اللہ سرہ العزیز کا سانحۂ ارتحال جملہ عالمِ اسلام اور اصحابِ علم و معرفت کے لیے ایک عظیم اور ناقابل برداشت صدمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے مرحوم کے علمی، مذہبی، تبلیغی اعمالِ جلیلہ کو مرحوم کے حق میں باقیات الصالحات و صدقاتِ جاری بنا دے۔ اور نادرۂ روزگار عظیم علمی شخصیت حضرت امیر شریعت

رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک خاندان میں اصحاب مجد و شرف، ارباب علم و معرفت کا سلسلہ جاری و ساری رکھے۔ تا کہ اکابر کا یہ گھرانہ الی یوم القیامہ، شریعت و طریقت کے انوار و تجلیات سے منور و معطر رہے۔ رب العلمین جل جلالہ مرحوم و مغفور کے مرقد مبارک پر اپنی لامتناہی رحمتوں کی بارشیں نازل فرمائے۔ اور ان کی روح اقدس کو جنت الفردوس کے اعلیٰ وارفع مقام میں مراتب قرب سے نوازے (آمین)

فاروق احمد خان لغاری (سابق صدر پاکستان):

مولانا سید عطاء المحسن بخاری کے انتقال پر مجھے دلی غم ہوا۔ وہ عظیم دینی سکالر اور خطیب تھے۔

حافظ ارشاد احمد دیوبندی:

حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری واقعی حقیقی معنوں میں اسلام کی ایک عظیم بنیان مرصوص اور اسلاف کی یادگار تھے۔

محمد اسلم رانا (مدیر المذاہب لاہور)

سید عطاء المحسن بخاری ایک فاضل اجل، بے مثال خطیب، متبحر عالم دین، اور اسم بامسمیٰ شخصیت تھے۔

عطاء الحق قاسمی:

سید عطاء المحسن بخاری اپنے علم و فضل کے اعتبار سے منفرد آدمی تھے۔ ان کے مزاج میں خشونت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ بیک وقت عالمِ دین، شاعر، صحافی منفرد کالم نگار، بذلہ سنج و مزاح نگار اور قادر الکلام خطیب تھے۔ الغرض وہ ایک بے تکلف اور باغ و بہار انسان تھے۔ انہوں نے یہ صفات اپنے والد ماجد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ورثہ میں پائی تھیں۔

مولانا عبدالرشید انصاری (مدیر ماہنامہ "نور علی نور"، کراچی)

مولانا سید عطاء المحسن بخاری ناموسِ صحابہ کے تحفظ کے لیے برہنہ شمشیر تھے۔ وہ صورتاً اور سیرتاً حضرت امیر شریعت کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ تحریر اور تقریر میں اپنا ایک باوقار اور شستہ انداز رکھتے تھے۔ ان کا قلم اور ان کی زبان اسلام کی حقانیت اور دینی اقدار کے دفاع کے لیے وقف تھی۔

مولانا اکرام الحق خیری (کراچی)

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ میرے ہم سبق تھے۔ خیر المدارس ملتان میں نو برس ہم اکٹھے رہے ایک برتن میں کھانا کھایا اور ایک ہی درسگاہ میں تعلیم حاصل کی دورۂ حدیث مکمل کر کے درجۂ تکمیل میں بھی میرے ہم جماعت رہے۔ وہ پاکیزہ کردار کے حامل انسان تھے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کے خطیب، خوبصورت نثر نگار، صاحبِ طرز ادیب و شاعر، عالم باعمل، خوش الحان قاری اور تاریخِ اسلام کے عظیم محقق تھے۔ وہ اپنے والد حضرت امیر شریعت کی عظیم یادگار تھے۔

محمد طاہر رزاق

مجرم اعتراف جرم کرتا ہے!

◆ قادیانی شکاری جب اپنے ارتدادی شکار پر نکلتے ہیں اور کسی مسلمان کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ مسلمان کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا جبکہ مرزا قادیانی مدعی نبوت ہے۔ اس لیے مرزا قادیانی کافر ہے۔

اس کی یہ بات سن کر قادیانی شکاری میٹھی میٹھی ہنسی ہنستے ہیں اور منہ بنا بنا کر بڑے ملائم لہجے میں اسے کہتے ہیں کہ بھائی...... توبہ توبہ...... مرزا قادیانی نے قطعاً نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہم اسے نبی مانتے ہیں۔ ہم تو مرزا قادیانی کو ایک ''بزرگ'' اور ''پیر'' مانتے ہیں۔ جس طرح آپ لوگوں کے بزرگ اور پیر ہوتے ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی ہمارا بزرگ اور پیر ہے۔ جس طرح آپ اپنے بزرگ کی بیعت کرتے ہیں اسی طرح ہم بھی اپنے بزرگ مرزا قادیانی کی بیعت کرتے ہیں۔

وہ مسلمان کہتا کہ آپ نے مسلمانوں سے الگ اپنی ایک جماعت بنا رکھی ہے۔ جواباً قادیانی شکاری کہتے ہیں کہ ہماری مسلمانوں سے الگ کوئی جماعت نہیں۔ جس طرح آپ کے ہاں مختلف سلسلے میں جیسے سلسلہ قادریہ، سلسلہ نقشبندیہ، سلسلہ سہروردیہ، سلسلہ چشتیہ وغیرہ ہم۔ اسی طرح ہمارا بھی سلسلہ ہے جسے ''سلسلہ احمدیہ'' کہتے ہیں۔

اکثر مسلمان ان کی باتوں سے مطمئن ہو جاتے ہیں اور ان گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی نفرت کا لاوا کچھ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور قادیانی مسلم معاشرے میں اپنے لیے کچھ جگہ بنا لیتے ہیں۔

لیکن مسلمانو! یہ قادیانیوں کا بہت بڑا فراڈ ہے...... مرزا قادیانی مدعی نبوت ہے اور اس نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ سینکڑوں مرتبہ اعلان نبوت کیا ہے۔ ہمارے پاس اس کے بیّن ثبوت موجود ہیں...... ہاں...... یہ نکتہ بھی یہاں بتاتا جاؤں کہ مرزا قادیانی کا بزرگ ہونا تو بڑی دور کی بات ہے، مرزا قادیانی کو مسلمان ماننا بھی کفر ہے۔ اب ہم آپ کی خدمت میں بطور ثبوت مرزا قادیانی کے چند حوالے پیش کرتے ہیں۔ جن میں اس نے کھلم کھلا اپنی نبوت کا اعلان کیا ہے۔

◆ ''جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں، وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ سے ہم کلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر سے ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے اور ان ہی امور کی کثرت کی وجہ سے میرا نام نبی رکھا گیا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے، تو میں کیوں کر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو دنیا سے گزر جاؤں''۔

(مرزا قادیانی کا خط، مورخہ ۲۳ مئی بنام اخبار عام لاہور، "حقیقتہ النبوت" ص ۲۷۰-۲۷۱)

◆ "چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے، وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اسکا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے......ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔"

("ایک غلطی کا ازالہ" ص ۲ "روحانی خزائن،" ص ۲۰۶، ج ۱۸، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ "پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں...... یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں"۔

("ایک غلطی کا ازالہ" روحانی خزائن" ص ۲۱۰، ج ۱۸، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ "اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں، وہ نہیں مانتے"۔

("چشمہ معرفت" ص ۳۱۷، روحانی خزائن" ص ۳۳۲، ج ۲۳، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ "خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں، وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے"۔

(تتمہ حقیقتہ الوحی" ص ۱۴۸ "روحانی خزائن" ص ۵۸۷، ج ۲۲، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں"۔

("تتمہ حقیقتہ الوحی" ص ۶۸، "روحانی خزائن" ص ۵۰۳، ج ۲۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ "تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا، گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے...... سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔

("دافع البلا" ص ۱۰-۱۱، "روحانی خزائن" ص ۲۳۰، ۲۳۱، ج ۱۸ مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ ("ایک انگریز اور لیڈی جو شکاگو سے قادیان آئے) ان کے سوال پر کہ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے، اس کی سچائی کے دلائل کیا ہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا میں کوئی نیا نبی نہیں۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آ چکے ہیں...... جن دلائل سے کوئی سچا نبی مانا جا سکتا ہے وہی دلائل میرے صادق ہونے کے ہیں۔ میں بھی منہاج نبوت پر آیا ہوں"۔

(اخبار ''الحکم'' قادیان، مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء ''ملفوظات'' ص ۲۱۷، ج ۱۰ منقول از اخبار الفضل: قادیان، جلد ۲۲، نمبر ۸۵، مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

◆ ''میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی نبی گزرے ہیں، جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو''۔

(اخبار ''الفضل'' قادیان، جلد ۱۸، نمبر ۷، ص ۷، مورخہ ۱۵، جولائی ۱۹۳۰ء)

◆ ''پس اس وجہ سے (اس امت میں) نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں...... اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا''۔

(''حقیقت الوحی'' ص ۳۹۱، ''روحانی خزائن'' ص ۴۰۶-۴۰۷، ج ۲۲، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ ''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی ہے، جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا''۔

(''ایک غلطی کا ازالہ'' ص ۶، ''روحانی خزائن'' ص ۲۱۰، ج ۱۸، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان الہامات پر اسی طرح ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں''۔

(''حقیقتہ الوحی'' ص ۲۱۱، روحانی خزائن'' ص ۲۲۰، ج ۲۲، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ ''میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر، جو مجھے ہو رہے ہیں، ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں کہ تورات اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں''۔

(''تبلیغ رسالت'' جلد ہشتم، ص ۶۴، اشتہار مورخہ ۴۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات، ص ۱۵۴ ج ۳)

◆ ''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قران مجید پر''۔

(''اربعین'' نمبر ۴، ص ۲۵، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قران مجید اور تورات اور انجیل کا''۔

(اخبار ''الفضل'' قادیان، جلد ۲۲، نمبر ۸۴، مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

(منکرین خلافت کا انجام'' ص ۹۴، مصنفہ جلال الدین قادیانی)

◆ ''اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح

پھینک دیتے ہیں"۔

(اعجاز احمدی" ص ۳۰، "روحانی خزائن" ص ۱۴۰، ج ۱۹، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ "اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے، اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے"۔

(تحفہ گولڑویہ" ص ۱۰، روحانی خزائن" حاشیہ ص ۵۱، جلد ۱۷، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ "یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہو گیا...... میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی"۔

◆ "چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے"۔

("حاشیہ اربعین" نمبر ۴، ص ۷، ۸۳ "روحانی خزائن" ص ۴۳۵ "ج ۱۷، حاشیہ، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ "اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے، میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز میں بیٹھ گیا لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا، میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں"۔

("دافع البلاء" ص ۱۳، "روحانی خزائن" ص ۲۳۳، ج ۱۸ مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ "خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں، یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے"۔

("اربعین نمبر ۴" ص ۱۷، "روحانی خزائن" ص ۴۴۵، ج ۱۷، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جاویں۔ سو وہ میں ہوں (براہین احمدیہ ص ۹۸-۱۰۱، روحانی خزائن ص ۱۱۷، جلد ۲۱ مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری جماعت میں داخل نہیں ہو گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد نمبر ۹ ص ۲۷)

◆ "میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا

ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی"۔

(آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۴۷، مصنفہ مرزا قادیانی)

◆ "جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں"۔

(انوار اسلام، ص ۳۰، مصنفہ مرزا قادیانی)

مندرجہ بالا مثالوں میں مرزائیوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ:

◆ مرزا قادیانی اللہ کا نبی ہے۔ (نعوذ باللہ)

◆ مرزا قادیانی اللہ کا رسول ہے۔ (نعوذ باللہ)

◆ مرزا قادیانی پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (نعوذ باللہ)

◆ مرزا قادیانی کی وحی بالکل قرآن کی طرح ہے۔ (نعوذ باللہ)

◆ مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ (نعوذ باللہ)

◆ مرزا قادیانی کی نبوت کا تخت گاہ قادیان ہے۔ (نعوذ باللہ)

◆ مرزا قادیانی کے تین لاکھ نشان یعنی معجزے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

◆ مرزا قادیانی پر ایمان نہ لانے والا جہنمی اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (نعوذ باللہ)

◆ جو لوگ مرزا قادیانی کو نہیں مانتے اللہ نے ان کے دلوں پر مہریں لگا دیں ہیں۔ (نعوذ باللہ)

◆ حدیثوں کا فیصلہ مرزا قادیانی کا قول ہے۔ (نعوذ باللہ)

◆ اللہ تعالیٰ نے جب تمام انبیاء کو ایک ہی صورت میں دکھانا چاہا تو اسے مرزا قادیانی کی صورت میں دکھا دیا۔ (نعوذ باللہ)

قادیانیو! ہم نے بڑی جانفشانی سے اور تمہارے ہی حوالوں سے مرزا قادیانی کو مدعی نبوت ثابت کر دیا...... اس کی انگریزی نبوت کا سارا ڈھانچہ تمہاری آنکھوں کے سامنے بکھیر دیا۔ مجرم کے زبان و قلم سے اعتراف جرم کروا دیا۔

اگر اب بھی تم آنکھیں نہ کھولو...... اب بھی تم ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آؤ...... تو تمہیں جہنم کے گڑھے میں گرنے سے کون روک سکتا ہے۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

ڈاکٹر سید محمد اقبال

طاغوت اور اس کا نظام و قانون

تمام انسانی نظام، قوانین اور ضابطے کافرانہ، باطل اور طاغوتی ہیں

از روئے قرآن اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظامِ زندگی اور قوانین کے علاوہ تمام انسانی نظام، قوانین اور ضابطے کافرانہ، باطل اور طاغوتی ہیں اور ان قوانین کو بنانے والے، نافذ کرنے والے اور ان کو تحفظ دینے والے سب کے سب طاغوت اور طاغوت کے نمک خوار و آلہ کار ہیں۔ جو کلام الٰہی کی رو سے کافر ہیں۔ ہر وہ فرد جو اسلام و ایمان کا دعویدار ہے اس پر کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بنیاد پر ہر طاغوت، ہر طاغوتی نظام اور ہر کافرانہ قانون اور ضابطے سے انکار و بغاوت نہ صرف لازم ہے بلکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے پہلے طاغوت اور اس کے قانون سے انکار و بغاوت اس کے ایمان کا ناگزیر حصہ ہے، اور کوئی فرد اللہ کے نزدیک اس وقت تک مومن و مسلم نہیں ہو سکتا جب تک وہ تمام طاغوتی قوتوں، کافرانہ نظام ہائے زندگی اور قوانین سے اپنے انکار و بغاوت نہیں کر لیتا۔

اسلام حق اور باطل کے ملغوبے کا نام ہر گز نہیں:

اسلام میں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں کہ زبانی دعویٰ تو اللہ کی بندگی کا ہو لیکن عملاً ہماری گردنیں کافرانہ نظام کے شکنجے میں کسی رہیں .... اپنا نام تو عبد اللہ رکھیں لیکن اپنے معاملات طاغوتی قوانین سے فیصل کروائیں اور افکار و اعمال کے اعتبار سے مکمل طور پر عبد الطاغوت کا نمونہ نظر آئیں .... اللہ کے سامنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھیں تو جنت الفردوس سے کم کسی چیز پر راضی ہونا منظور نہ ہو، لیکن اللہ کے حکم کے مقابلے میں خواہشات کی غلامی اور شیطان کی بندگی کو کسی طور چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوں ...... صبح و شام اللہ کی بڑائی کا ڈنکا بڑے اہتمام سے بجاتے رہیں لیکن گریٹ امریکہ کے ہر فرمان پر لبیک کہنا اور اس کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جانا بھی اپنے اوپر فرض سمجھیں .... تمام تر جدوجہد اور قربانیاں طاغوت کو راضی کرنے کے لئے ہوں، لیکن مغفرت اور حور و غلمان کا مطالبہ اللہ سے کیا جائے ...... نفاذ اسلام کے فرض سے محض اسلام کا نعرہ لگا کر اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھیں اور عملی "جہاد" اور "شہادت" کفریہ قانون اور نظام کے تحفظ کے لئے ہو...... ہم سے اللہ کا مطالبہ اپنی زندگیوں کو اسلام کے احکامات کے مطابق گزارنے کا ہو اور ہم اسلام میں منافقت، شرک اور کفر کے پیوند لگانے اور قرآن کو اپنی خواہشات کے سانچوں میں ڈھالنے کی تگ و دو میں لگے رہیں۔

اللہ تعالیٰ کو کفر، شرک اور منافقت کے اجزائے ترکیبی پر مشتمل خود ساختہ "اسلام" کی ہر گز کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام وہی ہے جو خالص اللہ کے لئے ہو! جو ہر قسم کے کفر، شرک

اور منافقت کی ملاوٹ سے یکسر پاک ہو۔ جس میں صرف اللہ کو ہی الٰہ تسلیم کیا جائے۔ تمام طاغوتی اور کفریہ ضابطوں اور طریقوں پر لعنت بھیج کر صرف اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نظام اور قانون کے آگے سر تسلیم خم کیاجائے۔ اگر اللہ کی رضا کا تقاضا ہو تو پوری دنیا کی ناراضی اور دشمنی مول لینے سے بھی گریز نہ کیا جائے۔ بالاتر قوت صرف اللہ کو تسلیم کیا جائے اور باقی دنیاوی قوتوں کو اللہ کے سامنے ہیچ تصور کیا جائے۔ دین اسلام کو غالب اور ادیانِ باطلہ کو مغلوب کرنے کے لئے اپنی جان ومال اور زندگی کا ایک ایک لمحہ صرف کیا جائے۔

اسلام ....ایک انقلابی فکر و فلسفے اور دعوت کا نام ہے۔ اس کو اپنانے والا کبھی بے غیرت، چاپلوس، مصلحت پسند اور بزدل نہیں ہو سکتا۔ اسلام .....اپنے ماننے والوں میں شجاعت، بہادری، جوانمردی، خود داری اور بے باکی جیسی باطل شکن صفات پیدا کرتا اور حالات کا رخ موڑ دینے کی جرأت و حوصلہ عطا کرتا ہے۔ اسلام...... سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت مرنے کا سبق سکھاتا ہے۔ اسلام..... باطل کے ساتھ کوئی سمجھوتہ کرنے کا ہر گز روادار نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ہر طاغوت سے رشتہ توڑ دینے اور صرف اسی سے ناطہ جوڑ دینے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اللہ.... مسلمان سے ہر باطل قوت کے سامنے ڈٹ جانے اور باطل کا بھیجا نکال کر رکھ دینے کا متمنی ہے۔ کفریہ نظام اور قانون کو اپنے پیروں تلے روند کر اس کی جگہ اسلامی نظام کے قیام اور دنیا کے چپے چپے پر اللہ کی بڑائی کا جھنڈا گاڑ دینا ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد اوّلین ہے۔

شرک سے بھی آگے کی کوئی چیز:

زبانی دعویٰ اللہ کی بندگی کا ہو اور عملاً ہمارے فیصلے کافرانہ قانون کے تحت ہو رہے ہوں تو یہ بدترین شرک بلکہ اس سے بھی آگے کی کوئی چیز ہے، کیونکہ شرک کے معنیٰ برابری اور ہمسری کے ہیں۔ یعنی اللہ کے قانون اور کسی غیر اللہ کے قانون کے ساتھ یکساں اور برابر کا سلوک کرنا اور انہیں برابر کا درجہ دینا شرک فی الاطاعت کہلائے گا لیکن اللہ کے قانون کو یکسر نظر انداز کر کے باطل انسانی قانون کو نافذ کر دینا، باطل قانون کو اللہ کے قانون پر ترجیح دینا اور اس پر غالب و بالادست کر دینا بے صریحاً اور عملاً کفر ہے۔

پاکستان کا موجودہ نظام طاغوتی اور کافرانہ:

پاکستان کا موجودہ نظام اور قانون اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نہیں بلکہ خواہشات پر مبنی انسانی نظام و قانون ہے، لہٰذا اس کے باطل، کافرانہ اور طاغوتی ہونے میں کوئی شک نہیں، موجودہ نظام اور قانون کو اپنا نظام اور قانون سمجھنے والے، (اسلامی نظام کہنے والے) اس کے مطابق اپنے فیصلے کرنے اور کروانے والے، اس کا احترام کرنے والے، اس کو تحفظ فراہم کرنے والے اور اس کو عوام پر مسلّط کرنے والے، خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، عوام ہوں یا حکمران، جج ہوں یا وکیل اور خواہ اپنے آپ کو مومن کہیں یا مسلمان، قرآن کے فتویٰ کی رو سے یہ سب کے سب ظالم اور فاسق ہیں۔ اللہ کے عطا کردہ اسلامی نظام و قانون کے علاوہ تمام انسانی نظام اور قانون چاہے وہ جمہوریت ہو یا سیکولرازم، سوشلزم ہو یا کمیونزم، بادشاہت ہو یا آمریت، لارڈ میکالے

کا قانون ہو یا انڈیا ایکٹ، جاہلانہ رسم و رواج کے طریقے ہوں یا فن و ثقافت کے نام پر بے حیائی اور بے غیرتی کی سرگرمیاں، سب کے سب طاغوتی اور کافرانہ نظام، قوانین اور ضابطے ہیں۔ ان کافرانہ اور طاغوتی نظام اور قوانین کی بقا اور تحفظ کے لئے لڑنا طاغوت کے راستے میں لڑنا ہے۔ جس کا انجام جہنم کی آگ کے سوا کچھ نہیں۔

آج مسلمانوں کی مغلوبیت اور ذلت کی واحد وجہ یہ ہے کہ وہ، وہ مسلمان نہیں جو اللہ کو مطلوب ہیں اور وہ اس معیارِ مسلمانی سے بہت دور ہیں جو معیار اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مقرر فرمایا ہے۔

میں مسلمان ہوں...... میرا الٰہ دنیا کی طاغوتی قوتیں اور نام نہاد سپر پاورز نہیں صرف اللہ ہے۔ میں اللہ کا بندہ ہوں........ میرا نظام اور قانون اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ صلح اسلامی نظام اور قرآنی قانون ہے۔ میں انسانی خواہشات پر مبنی ہر کافرانہ، باطل اور طاغوتی نظام و قانون، قاعدے و ضابطے، اور رسم و رواج سے بغاوت، نفرت اور برأت کا اعلان کرتا ہوں، میرا جینا اور میرا مرنا اور میری بندگی کے تمام انداز اور طریقے صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہیں۔ میرے دل میں اللہ کے سوا تمام طاغوتی قوتوں اور ان کے آلہ کاروں کے لئے نفرت، حقارت اور بغاوت کے جذبات کے سوا کچھ نہیں۔ باطل قانون اور نظام کی اطاعت میں زندہ رہنے کی بجائے اللہ کے قانون اور نظام کے لئے لڑتے ہوئے مرجانا میں اپنے لئے سعادت کا باعث سمجھتا ہوں۔

طاغوت سے بغاوت کیجئے:

اسلامی نظام کے قیام کے لئے جدوجہد کرنا تکمیل ایمان کے بعد کا مرحلہ ہے، سب سے پہلے کلمۂ توحید کے بنیادی مطالبے کو پورا کرتے ہوئے اللہ کی اطاعت کے اقرار کے ساتھ ساتھ طاغوت سے بغاوت و انکار کرتے ہوئے ایمان کے تقاضے کو پورا کرنے کی ضرورت ہے۔ طاغوت اور اس کے نظام و قانون سے انکار و بغاوت ہی اسلامی نظام کے نفاذ کا دیباچہ ہے، جب تک طاغوتی اور کافرانہ نظام و قانون سے انکار و بغاوت نہیں ہوگی........ جب تک ہم اپنے فیصلے کافرانہ قانون سے کراتے رہیں گے........ جب تک ہم طاغوتی نظام کا طوق اپنی گردنوں میں پہن کر بھی مطمئن رہیں گے........ جب تک طاغوتی قوتوں کا خوف اللہ کے خوف کے مقابلے میں ہم پر غالب رہے گا........ اس وقت تک اسلامی نظام کے لئے جدوجہد نتیجہ خیز نہیں ہوسکتی ایمان کے پہلے تقاضے کو پہلے پورا کیجئے........ اللہ کی اطاعت کے اقرار کے ساتھ ساتھ طاغوت سے بغاوت کا اعلان کیجئے۔

قرآنی آیات جو اس تحریر کی بنیاد ہیں:

۱۔ ''پس جو کوئی اللہ کے نازل کردہ (وحی۔ قانون۔ ضابطے) کے مطابق فیصلے نہیں کرتا یقیناً وہی لوگ کافر ہیں، ظالم ہیں، فاسق ہیں۔'' (مائدہ ۴۴، ۴۵، ۴۷)

۲۔ ''پس نہیں (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہیں جب تک کہ اپنے باہمی

اختلافات میں تمہیں فیصلہ کرنے والا نہ مان لے پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ سر تسلیم خم کرلیں۔" (سورۃ نساء ۶۵)

۳۔ "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل ہوئیں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں لیکن چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اس (طاغوت) سے انکار کر دیں اور شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر رستے سے دور ڈال دیں" (النساء ۶۰)

۴۔ "تو جس شخص نے طاغوت سے انکار و بغاوت کی اور اللہ پر ایمان لے آیا تو اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑلی جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ (سب کچھ) سنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے۔ (البقرۃ ۲۵۶)

۵۔ "جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ طاغوت کے راستے میں لڑتے ہیں۔ تو اس لئے تم شیطان کی حمایت کرنے والوں کے ساتھ جنگ کرو اور یقیناً شیطان کا داؤ کمزور ہوتا ہے" (النساء ۷۶)

۶۔ "بے شک (قابل قبول) دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے" (آل عمران ۱۹)

۷۔ "آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کیا تم پر اپنا احسان اور تمہارے لئے پسند کیا اسلام کو بطور دین" (مائدہ ۳)

۸۔ "تو کیا تم کتاب (قرآن) کے بعض حصے کو مانتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو تو جو کوئی یہ کام کرتا ہے اسے دنیا کی زندگی میں رسوا کیا جائے گا اور قیامت کے دن اسے سخت سے سخت عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔" (البقرہ ۸۵)

۹۔ "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ" (البقرہ ۲۰۸)

۱۰۔ "اور مت ملاؤ حق کو باطل کے ساتھ اور نہ حق کو چھپاؤ جب کہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔ (کہ حق کیا ہے اور باطل کیا)" البقرہ ۴۲)

۱۱۔ "اور جو کوئی دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین (نظام اور قانون) اپنائے تو وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا" (آل عمران ۸۵)

۱۲۔ "اللہ وہ ذات ہے کہ جس نے بھیجا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دیں دینِ حق کو تمام ادیان باطلہ پر اگرچہ مشرکین کو ناگوار گزرتا ہو" (الصف۔ ۹)

۱۳۔ "حکم صرف اللہ ہی کا چلے گا" (یوسف ۴۰)

۱۴۔ "تو کہہ دے کہ میں صرف اللہ ہی کو پوجتا ہوں، اپنی بندگی کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے۔" (الزمر ۱۴)

۱۵۔ "کیا تم ان (اہل باطل) سے ڈرتے ہو، جب کہ یقیناً اللہ (ان سب کے مقابلے میں) زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اگر تم ایمان رکھتے ہو" (التوبہ ۱۳)

سید عزیز الرحمنؒ (کراچی)

علومِ شرقیہ کی بے کسی

آج بر سر عام یہ سوال اٹھایا جا رہا ہے، اخبارات و جرائد میں مضامین اور تبصرے تحریر ہو رہے ہیں، محافل غور و فکر اور مجالس مذاکرہ میں یہ بات باندازِ تردید کہی جارہی ہے کہ ہماری جامعات میں اردو، عربی، فارسی اور اسلامیات سمیت تمام علوم شرقیہ میں داخلہ لینے والے طلباء کا مستقبل کیا ہے؟ اور وہ کس بناء پر اس جانب رخ کرتے ہیں؟ اس ساری بحث سے انکی غرض اصلاح احوال نہیں، ان کے مدنظر ان "غریب" اور "مظلوم" طلباء کے معاشی مسائل کا حل نہیں، وہ فقط یہ چاہتے ہیں کہ یہ شعبے ویران ہو جائیں، کیوں؟ اس لئے کہ ان کی نظر میں یہ جدید دور کے "مغربی قالین" میں "مشرقی ٹاٹ" کا پیوند ہیں اور دور حاضر میں ان کے وجود کا جواز نہیں رہا، اسی فلسفۂ خود ساختہ کی اساس پر یہ بات برملا کہی جارہی ہے کہ ان علوم کی تحصیل میں مصروف طلباء صرف اپنا وقت اور سرمایہ ہی نہیں پوری قوم کا سرمایہ اور وقت برباد کرنے کے موجب بن رہے ہیں۔ انہیں فنی علوم کی جانب اپنی توجہ مبذول کرنی چاہیے اور اس ساری بحث بلکہ تگ و دو کا نتیجہ یہ ہے کہ ان شعبہ ہائے علوم شرقیہ کو بند کر دیا جائے۔

اس سوال سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ ان طلباء کا مستقبل کیا ہے؟ کیونکہ یہ سوال اپنی جگہ اہم اور علیحدہ سے غور و فکر کا متقاضی ہے، ہم ایک اہم سوال اٹھانا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے جاہلانہ اور متجاہلانہ سوالات کا اس طرز پر اٹھایا جانا کیا اسلامی صحافت کے آزادی رائے کے زمرے میں شامل و داخل ہے؟ یہ سوال اہم اور غور طلب ہے کہ صحافت سمیت مسلمان کے تمام معاملات کس حد تک آزاد ہیں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ عدل کسی مسلمان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے کہ............

الدنیا سجن المومن و جنة الکافر (الحدیث) دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔

مسلمان آزاد ہے مگر چند شرائط کے ساتھ، مادر پدر آزادی کا تصور صرف مغرب میں ہی مل سکتا ہے، اس لئے اس کی ہلاکت خیز خرابیاں بھی جلوہ آراء نظر آتی ہیں۔ سو اگر ایک اسلامی و نظریاتی مملکت میں ہی اسلامی و شرقی علوم خطرات کا شکار رہ کر وادیٔ گم نام کے گھاٹ اتار دیئے جائیں تو اس سانحہ کو کیا رواں صدی کا سب سے ہولناک سانحہ قرار نہ دیا جائے گا؟ اور کیا پھر ایسی ریاست کے لئے "اسلامی" و "نظریاتی" ایسے القابات کا سابقہ استعمال کرنے کا استحقاق برقرار و باقی رہے گا۔

اس قسم کے نعرے بلند کرنے اور شوشے چھوڑنے والے درحقیقت اسی سلسلۂ فاسدہ کی کڑی ہیں جس کا بانی مبانی نہایت حقارت سے یہ کہتا ہوا سرزمین برصغیر پر وارد ہوا تھا کہ!

"یورپ کے کسی اچھے کتب خانے کی محض ایک الماری ہندوستان اور عرب کے سارے ادبی

سرمائے پر بھاری ہے'' یہ جملہ بین السطور صاف جانکتے ہوئے تعصب، عناد اور حقارت کے جذبے کی بناء پر کسی قسم کے تبصرے کے لائق نہیں، افسوس صرف یہ ہے کہ ہم آج بھی اس قول کے قائل ''میکالے'' کی مالا جپتے ہیں اور اسی کی روندی ہوئی راہ پر چلنے کو اپنے اور اپنی نسلوں کے لئے سرمایہ افتخار گردانتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگر ان بے سروسامان ''دیوانوں'' کو، جو مشرقی اقدار اور اپنے مذہبی افتخار کو آج بھی اپنے لئے باعث شرف و منزلت تصور کرتے ہیں آپ کا معاشرہ کار آمد شہری نہیں سمجھتا اور ان کی انسانی ضروریات کا ضامن نہیں بننا چاہتا تو اس میں خود ان کا اپنا کسور کیا ہے؟ کیا انکا ''جرم'' صرف اسی قدر ہے کہ وہ آپ کے مزعومہ ''ترقی یافتہ'' دور میں آپ کا رابطہ آپ کے ماضی سے استوار رکھے ہوئے ہیں؟ خدانخواستہ اگر یہ سلسلہ بند ہو گیا (اور ایسا ہونا قیامت سے قبل ممکن نہیں، ان شاء اللہ) تو دل تھام کر سوچیئے کہ آئندہ پچاس سال بعد کا نقشہ کیا ہو گا؟ حافظ و سعدی کو تو چھوڑیے، میر و غالب کو بھی رہنے دیجئے، اقبال و فیض بھی ہمارے اپنوں کے درمیان اجنبی ٹھہریں گے، مسلمانوں کی قابل فخر تاریخی، علمی، ادبی اور ثقافتی روایات کا تو کیا ذکر، قرآن و حدیث کے معانی بتانے والا کوئی نہ ہو گا اور سب کچھ چھوڑئیے آپ کو یہ تک بھی علم نہ رہے گا کہ آپ ہیں کون؟ سوچیئے کہ اس وقت آپ ہوں گے؟ نہیں، جب انسان سے اس کی شناخت چھن جائے، اس کا تعارف اس سے لے لیا جائے تو پھر اس کا وجود بھی بے نام و نشان ہوتا ہوا بحر عدم میں گم ہو جاتا ہے۔ سو ایسی سنگین صورتحال میں یہ دیوانے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں، اور آپ کا ان سے سلوک کیا ہے؟ یہی کہ بجائے اس کے کہ انکے والدین کی حوصلہ افزائی کی جائے، ان کے متعدد، مختلف الاقسام اور متفرق الجہت مسائل کے حل کی سعی و کوشش کی جائے اور ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ ان ''دیوانوں'' کی تعداد میں اضافہ ہو، کیا یہ جارہا ہے کہ اسی شاخ نازک کو کاٹ ڈالنے کا مشورہ دیا جارہا ہے جس پر وہ اپنا آشیانہ چننا چاہتے ہیں؟

خرابی کی بنیاد دراصل مادہ پرست سوچ نے ڈالی ہے، آج تعلیم کا واحد مقصد زیادہ سے زیادہ دولت سمیٹنا ہے اور جب مقصد زیست دولت بن جائے تو پھر سچ و جھوٹ، حق و باطل، حلال و حرام، جائز و ناجائز اور صحیح و غلط کی تفریق مٹ جاتی ہے، پھر مطمح نظر صرف ایک ہوتا ہے، دولت اور فقط دولت، مادیت کے غلاظت بھرے نظام نے ہمیں شر و فساد، قتل و عناد کے سوا دیا کیا ہے؟ ہاں اس کی بدولت نام نہاد ترقی ضرور دنیا کی عطاء ہوئی ہے مگر یہ بات خود اپنی جگہ محل نظر ہے کہ فی الحقیقت اسے ترقی قرار بھی دیا جا سکتا ہے؟ اسے عروج انسانیت بخشنے اور سارے عالم کو اس سے روشناس کرانے کا؟ جس معاشرے میں تضاد، فساد شر و جبر اور ظلم و ستم عام ہو، جہاں طاقت کی حکمرانی کا تصور ہو، جہاں انسان کا خون کتے کے خون سے کہیں زیادہ ارزاں ہو، جہاں دولت کے آگے ہر مرتبہ و مقام ہیچ و بے قیمت ہو اور جہاں امارت کے دولت کدوں کی تپش میں غریبوں کے جسم جھلس رہے ہوں، اس معاشرے، اس عالم اور اس ماحول کو انسانیت کی معراج کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے؟ میری بات کو ہزار بار غلط قرار دیا جائے مگر میں یہ کہے بنا نہیں رہ سکتا کہ یہ

غلط نظام تعلیم اور غلط تصور تعلیم کا ثمرہ ہے اور جب تک ہم اپنے مقصد حیات کو نہیں پہچانیں گے اور اپنے فلسفۂ تعلیم کو اپنے دین اسلام کی تعلیم سے ہم آہنگ نہیں کریں گے، اس وقت تک کسی بھی قسم کی اصلاح کا تصور محال تر اور کارِ عبث ہے، اور یہ عمل اپنے اندر، اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نقالی میں مہارت رکھنے کے باوجود نقل اس وقت کرتے ہیں جب وہ خود اپنے مسکن و مولد میں بھی متروک ہو چکی ہوتی ہے، متعلم کا یہ مادیت پرستانہ نظریہ خود مغرب میں اپنے گل کھلانے کے بعد روپوش ہوا چاہتا ہے اور راہ عاطفت نہ پا کر اب راہ فرار کا متلاشی ہے، اب وہ مذہب سے نجات پانے کے بعد برق اور بھاپ کو خدا سمجھنے اور آسمانی خدا کو اپنے تئیں دیس نکالا دینے کے بعد اور مادے کو مختار کل سمجھ لینے کے بعد پھر اپنی اصل کی جانب مائل بہ سفر ہے اور کل شئی رجع الی اصلہ کے مصداق پھر واپس وہیں پر لوٹ کر آرہا ہے، جہاں اس نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا اور ہم اب اس کی پوجا شروع کر رہے ہیں۔

مذہب تو عہد الست کی بناء پر انسانی فطرت کے رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے اس لئے انسان کے ذوق کی تسکین مذہب میں ممکن ہے، اب یہ اس کے ذوق اور تقدیر کا کرشمہ ہے کہ وہ صراط مستقیم پر گامزن رہتے ہوئے اپنی منزل مسجد و محراب میں دیکھتا ہے یا کسی گرجاء و کلیسا میں۔ اس سے انکار ممکن نہیں کہ منزل ٹھوس ہوتی ہے اور متحرک نہیں ہوتی، ہر گزرتے دن کے ساتھ چھوٹی یا بڑی نہیں ہوتی، سکڑتی اور پھیلتی نہیں، لیکن وہ اپنی جگہ پر برقرار رہتی ہے، جب کہ سرمایہ داری کی ظاہری چکا چوند والی سیماب صفت گھٹتی اور بڑھتی زندگی کو کسی صورت بھی منزل قرار نہیں دیا جا سکتا، یہی وجہ ہے کہ مادیت کی زوال پسند اور تنزل پرست زندگی کو منزل قرار دینے والوں کے ہاتھ سوائے فریب نظر کے اور کچھ نہیں آتا، ان کے لئے سراب کا شکار ہونا اس قدر بدیہی اور لازمی ہے کہ اس کے علاوہ اور چارہ ہی نہیں، جب کہ مسلمان اور اس کی زندگی اس سے ماوراء اور بہت بلند ہے۔ مسلمان کی زندگی اس قدر لطیف ہے کہ ان غلاظتوں کی متحمل ہو ہی نہیں سکتی۔ ہاں جب وہ دنیا میں آیا ہے تو اس کا واسطہ ان فانی چیزوں سے بھی ضرور پڑتا ہے مگر اس کے لئے بھی ایسی صورت بیان کر دی گئی جو اسکی نزاکت طبع کے قطعاً مخالف نہ ہو اور وہ اس راہِ پُر خار سے زخمی ہوئے بغیر گزر جائے، لہٰذا اس قسم کی گفتگو کسی مسلمان کے شایاں ہر گز نہیں۔

یہ وقت عمل کا ہے، سعی و جہد مسلسل کا ہے، کاغذی معرکوں اور لفظی مجاہدوں کو ترک کرنے اور میدان عمل میں نکلنے کا ہے، اس تحریر کی بناء پر تو نہیں، البتہ حالات کی سنگینی کی بنیاد پر ہم یہ امید ضرور کر سکتے ہیں کہ اب کوئی آئے اور قوم کو اس طوفانِ جہالت اور خود فراموشی سے نکال کر ''خود شناسی'' اور پھر ''خدا شناسی'' کی منزل تک جا پہنچائے۔ **الیس منکم رجل رشید؟**

تحریر: حجازی ابراہیم ترجمہ: محمد اسلام عمری

اختلافات باعث ہلاکت ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں تمہارے درمیان جو بھی چھوڑ رہا ہوں اس پر عمل کرنا، تم سے پہلی قومیں اپنے سوالات اور نبیوں سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئیں لہذا میں تم کو جس چیز سے منع کروں اس سے باز آجاؤ اور جب کسی کام کے کرنے کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اس کو بجالاؤ'' صحیح مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ''یقیناً تم سے پہلے لوگوں کو ان کے بے جا سوالات اور اپنے نبیوں سے اختلافات نے ہلاک کیا'' حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کو اس وقت تک پڑھو جب تک کہ تمہارا دل اس سے مطمئن رہے، جب اختلاف کی نوبت آجائے تو اس سے رک جاؤ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو قرآن پاک کی ایک آیت پڑھتے ہوئے سنا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات کے خلاف تھا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور بارگاہ رسالت میں لے آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز منع نہ کرو جس طرح بھی اچھی طرح پڑھ سکتے ہو پڑھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تم سے پہلی قوموں نے اپنے آپسی معاملات میں اختلاف کیا تو وہ ہلاک و برباد کردیں گئیں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ آل عمران کی آیت

''هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ وَمَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ'' آل عمران ۷

(وہی خدا ہے جس نے یہ کتاب نازل کی ہے تم پر اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں ایک محکمانہ جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات، جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کے معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بخلاف اس کے جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانش مند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں) (آل عمران آیت ۷) کی تلاوت کی وہ کہتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کے درپے رہتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن کا اللہ نے نام لیا ہے یعنی متشابہات کی اتباع

کرنے والے لہٰذا ایسے لوگوں سے بچ کر رہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک آپ نے دو لوگوں کی آوازیں سنیں جو ایک آیت کے سلسلہ اختلاف کر رہے تھے آپ باہر نکل آئے چہرۂ انور سے غصہ کے آثار ہویدا تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں کو کتاب اللہ کے سلسلہ میں اسی اختلاف نے ہلاک کیا ہے۔

درس و عبرت

اختلاف ایسی بیماری ہے جس میں مبتلا ہو کر بہت سی قومیں ہلاک ہو چکی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنی امت کو بار بار مختلف اسلوب اور متعدد مواقع پر آگاہ کیا ہے یہاں سب سے پہلے ہم محکم و متشابہ کے بارے میں بیان کریں گے کیونکہ اکثر و بیشتر اختلاف کا سبب یہی بنتے ہیں۔

۱- محکم و متشابہ:- امام نووی فرماتے ہیں: مفسرین و اصولیین نے ان دونوں الفاظ کے سلسلہ میں اختلاف کیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ محکم کا مفہوم دو قسم کا ہوتا ہے۔

(الف) جس کا معنیٰ بالکل واضح ہو کہ اس میں کسی طرح کا کوئی شک و شبہ یا احتمال کی گنجائش نہ ہو اور متشابہ وہ ہے جس میں کسی دیگر مفہوم کا بھی احتمال موجود ہو۔

(ب) محکم وہ ہے جس کے الفاظ کی ترتیب سے ظاہری یا تاویل سے کوئی مفید مطلب و مفہوم نکلتا ہو اور اسی طرح متشابہ مشترکہ مفہوم کے الفاظ کو کہتے ہیں مثلاً فروع، کالذی بیدعقدته النکاح اور لمس پہلا لفظ حیض اور طہر دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے کا مطلب ولی اور زوج دونوں ہے اور اسی طرح لمس کا مطلب وطی اور چھونا دونوں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے لئے جو الفاظ مستعمل ہیں وہ بھی متشابہ ہیں کیونکہ ان کا ظاہری اور متشابہ مفہوم لیا جاتا ہے راسخین فی العلم کے مفہوم کے سلسلہ میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ کیا ایسے لوگوں کو متشابہ کا صحیح علم ہے ایک قول یہ ہے کہ راسخون کو متشابہ کا علم ہوتا ہے اس لئے کہ یہ بات بعید از امکان ہے کہ وہ اپنے بندوں سے اس طرح مخاطب ہو جس کا مطلب ان کے علم میں نہ ہو اکثر علماء محققین اس بات پر متفق ہیں کہ جو کلام غیر مفید ہو اس سے اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا محال ہے۔

مذکورہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدعت و گمراہی پھیلانے والوں کی مخالفت سے بھی منع فرمایا ہے۔ جو شخص کسی مشکل میں گھر کر اس سے نکلنے کی خواہش سے سوال کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کا جواب دینا واجب ہے۔ پہلے قسم کے لوگوں کا جواب جائز نہیں بلکہ ایسے لوگوں کی توبیخ کی جائے گی جو متشابہ کی پیروی کرتے ہیں جس طرح کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صبیغ بن عسل کو متشابہ کی پیروی کرنے پر توبیخ کی تھی۔

قرآن کے سلسلہ میں علماء کے مابین اختلاف کا مطلب جواز یا عدم جواز کے مسئلہ پر ہوتا ہے مثلاً نفس

قرآن یعنی اس کی حقانیت کے مسئلہ پر اختلاف یا اس کے کسی ایسے مفہوم پر اختلاف رونما ہونے کا اندیشہ ہو جس سے شک و شبہ اور نفرت و عداوت پیدا ہونے کا امکان ہو۔

رہا معاملہ فروعات دین کے استنباط، فائدہ کی امید پر اہل علم سے مناظرہ اور اظہار حق کے لیے اختلاف کرنا تو اس کی ممانعت نہیں ہے بلکہ یہ مطلوب ہے اس کی فضیلت ظاہر ہے۔ عہد صحابہ رضی اللہ عنہ سے اب تک مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔

۲- قیادت اور طریقہ کار میں اختلاف:- گذشتہ احادیث میں جن دونوں باتوں کا خصوصیت سے تذکرہ کیا گیا ہے وہ اس طرح ہیں:

قیادت پر اختلاف: اسکا اشارہ حدیث کے اس ٹکڑے میں ملتا ہے "اختلافهم علی انبیاءهم" طریقہ کار سے اختلاف: الاختلاف فی الکتاب سے اس کا اشارہ ملتا ہے۔

طریقہ کار سے اختلاف:

دیکھنے والا یہ دیکھ سکتا ہے کہ متعدد جہات کے حامل اسلام میں معرکہ کی چکی ان ہی دونوں امور کے گرد گھومتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے ہم کو بچنے کی ترغیب دی ہے اس کا فائدہ نقصان سے کم ہوتا ہے۔ اگر کوئی جماعت خواہشات کو ختم کرکے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لے اور سنت رسول پر عمل پیرا ہونے کا قصد کرے تو اس کی کامیابی کی ضمانت دی جاسکتی ہے اللہ تعالیٰ اس بزرگ پر رحم فرمائے جس نے یہ بات کہی تھی: نتعاون فیما اتفقنا علیه ویعذر بعضنا بعضنا فیمااختلفنا فیه (ہمارا شیوہ یہ ہونا چاہیے کہ جس معاملہ پر ہم متفق ہوں اس میں ایک دوسرے کی مدد کریں اور جس میں اختلاف ہو تو ایک دوسرے سے معذرت کرلیں)

یہ ایسا سنہرا اصول ہے جو پوری امت کو شامل ہے یہ سب کو اتحاد و اتفاق کی بنیاد پر جمع کرسکتا ہے اور تلافات کو دور کرسکتا ہے۔ اس سے آپسی جھگڑے اور کینہ وحسد کا بھی خاتمہ ہوسکتا ہے نیز دشمنوں سے مقابلہ کے وقت اس اصول کی بنیاد پر مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہر قائد نرم مزاج ہو اپنی ذات کو فراموش کرنے والا اور اپنی آرزو صرف کلمۃ اللہ کی سربلندی قرار دے کر اپنی شہرت و عظمت کا سکہ جمانے کی کوشش نہ کرے تو اس پر دنیاوی امور آسان ہوجاتے ہیں جس طرح افراد باہم کسی سے تعصب نہ رکھیں۔ وہ اسلام کی نصرت اور مسلمانوں کی عزت و سربلندی کو دوبارہ حاصل کرنا اپنی زندگی کا مقصد بنالیں تو یہ کوئی ناممکن بات نہیں ہے۔

مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ قیادت پر دل جمعی سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پائیدار حکومت کا سربراہ وہ ہے جس کو مشورہ دینے والے طاقتور اور ہر میدان میں ماہر ہوں۔

۳: قرآن کا خوف:- قرآن ہم کو قیادت پر اعتراض کرنے سے خوف دلاتا ہے اور بنی اسرائیل کی اس روش کی یاد دلاتا ہے جبکہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ و برگزیدہ شخص کے نبی بنائے جانے پر اعتراض

کیا۔

(ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے یہ سن کر وہ بولے ہم پر بادشاہ بننے کا وہ کیسے حقدار ہو گیا اس کے مقابلہ میں بادشاہی کے ہم زیادہ مستحق ہیں وہ تو کوئی بڑا مالدار آدمی نہیں ہے، نبی نے جواب دیا۔ اللہ نے تمہارے مقابلہ میں اس کو منتخب کیا ہے اور اس کو دماغی و جسمانی دونوں قسم کی اہلیتیں فراوانی کے ساتھ عطا فرمائی ہیں اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے دے دے اللہ بڑی وسعت رکھتا ہے اور سب کچھ اس کے علم میں ہے۔البقرہ:۲۴۸)

اعتراض کے سبب پر غور کیجئے۔ اگر کوئی وجہ نظر آئے گی تو صرف جہالت جس سے قیادت پر اختلاف تھا۔ قرآن نے ان کی جہالت کا جو مجموعی نقشہ کھینچا ہے۔ اس کو "علمی و جسمانی قوت" کا نام ہی دیا جاسکتا ہے کیونکہ اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اور دشمن سے مقابلہ میں مدد ملتی ہے۔

۴-رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند پر اعتراض:- بعض مسلمانوں نے حضرت زید بن ثابت اور اسامہ بن زید کو پسند کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو ایک قوم کا امیر بنا دیا لوگوں نے ان کی امارت پر طعنہ دیا ہے تو اس سے قبل ان کے باپ کی امارت پر طعنہ دے چکے ہو خدا کی قسم وہ امارت کے لئے نہایت موزوں ہیں اگرچہ وہ عام لوگوں کی بہ نسبت مجھ کو زیادہ محبوب ہیں۔

۵- ان مسائل سے اجتناب جن سے عملاً کوئی فائدہ نہیں

اس کا زیادہ تر تعلق قیادت سے ہے جہاں تک طرز عمل کا تعلق ہے تو اس پر گفتگو آچکی ہے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن پاک دل جوئی کے لئے نازل ہوا ہے تاکہ تمام متفرق دلوں کو متحد کر سکے نیز مسلمان اس کی تلاوت فہم اور تدبر پر جمع ہو سکیں لیکن جب اس کے معانی میں اختلاف و نزاع اور خصومت ہونے لگے تو اس وقت انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیت یاد رکھنی چاہیئے قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارے درمیان اختلاف رونما نہ ہو لیکن جب اختلاف برپا ہو جائے تو اس سے رک جاؤ"

مسلمانوں کے مابین اکثر دینی معاملات میں اختلاف ہوتا ہے اس میں سلف صالحین کا کوئی فرق نہیں ہے۔ مثلاً بعض نوافل پر اختلاف۔ اس پانچویں مقدمہ کے تحت امام شاطبی نے لکھا ہے کہ ہر مسئلہ عمل کی بنیاد نہیں بن سکتا، اسکی تلاش ایسے مستحسان کی تلاش ہے جس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ میری مراد اعضاء و جوارح جیسے اعمال ہیں جو کہ شریعت کو مطلوب ہیں۔ اسکی دلیل میں ہمیں شریعت کا استقراء کرنے سے بہت سی مثالیں مل جائیں گی جن سے اس کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ شریعت ہم کو کسی ایسی چیز کا

مکلف ہر گز نہیں کر سکتی جو ہمارے لئے مفید نہ ہو۔ قرآن پاک میں ہے

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ (البقرہ: ۱۸۹)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں کہو یہ لوگوں کے لئے تاریخوں کے تعین کی اور حج کی علامتیں ہیں)۔

اتنا ہی جواب دیا گیا جس کا تعلق عمل سے تھا، سائل کے سوال سے عملاً اعتراض کیا گیا اس کے پھر آہستہ آہستہ موٹا اور پھر آخر میں باریک کیوں ہوجاتا ہے۔

۶- فرقہ بندی موجب ھلاکت ھے

اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤقف یہ تھا کہ آپ جب صحابہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف دیکھتے تو سخت ناراض ہوتے تھے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو قبیلہ بنی کنانہ سے مقابلہ کے لئے ہم لوگوں کو بھیجا جب مقابلہ ہوا تو دشمن کی تعداد زیادہ معلوم ہوئی اس لئے ہم لوگوں کو پناہ لینی پڑی۔ دوبارہ حملہ کرنے پر باہمی اختلاف ہوگیا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو چہرہ انور غصہ سے سرخ ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ میرے پاس سے اجتماعی شکل میں گئے تھے لیکن الگ الگ گروہ کی شکل میں واپس آئے ہو۔ تم سے پہلی قوموں کو فرقہ بندی نے ہلاک کیا تھا۔ مسلمان کو سہولت پسند، خوش خبری دینے والا اور اطاعت و فرمانبردار ہونا چاہیئے اس کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اختلاف کو ہوا دے کر مشکل پیدا کرے اور دین میں تشدد پسندی وغلو کا رجحان عام کرے کیا ہمارے درمیان اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اختلاف کرنے والوں کو قول رسول کی دہائی دے کر باہم شیروشکر ہونے کی ترغیب دیتے ہوں۔ (بہ شکریہ ماہنامہ البدر، کاکوری لکھنؤ جولائی ۱۹۹۹ء)

(بقیہ از ص ۱۰)

کرلیا اور فرمایا: ''مت روکہ میں تیرا باپ ہوں''۔ سبحان اللہ۔

آج ایسا کیوں نہیں ہوتا؟ کوئی مولوی کوئی پیر، کوئی سرمایہ دار، کوئی مل مالک، کوئی زمیندار، کوئی سید زادہ، اس سنت کو، اس معاشری قانون کو، رحمت للعالمین کی اس اداء سر سبد کو عمل میں کیوں نہیں بساتا؟ جو شخص معاشرے میں یہ حسن پیدا کریگا اسی کی آخرت حسین و جمیل اور پر نور ہوگی۔ وہ شخص حشر کے دن نبی کریم رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ رحمت میں ہوگا۔ اے کاش ہم سب اس حقیقی خوشی کو حاصل کرسکیں۔

پروفیسرابوالکلام خواجہ

قسط دوم

امارت اسلامیہ افغانستان ....مشاہدات وتاثرات

معسکر و قرار گاہ میں آمد:

ظہیرالدین بابر کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد راستے میں قصر شاہی دارالامان اور دیگر عمارات کی عبرتناک شکستگی کا نظارہ کرتے ہوئے حرکتہ المجاہدین کی قرار گاہ میں پہنچے جہاں مجاہدین عسکری تربیت حاصل کرتے ہیں اسے معسکر کہتے ہیں۔ اور جس جگہ محاذ پر جانے کے لئے اپنی باری کا انتظار کرنے کے لئے ٹھہرتے ہیں اسے قرار گاہ کہا جاتا ہے یہ جگہ کابل شہر سے جنوب مغرب میں تقریباً بیس پچیس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے اور وسیع رقبے پر مشتمل ہے اس میں ایک وسیع و عریض شاہی باغ ہے جس میں سیب، خوبانی اور شتوت کے بے شمار درخت ہیں، ایک اجڑا ہوا محل ہے جس کے کھنڈرات سے اس کی عظمت رفتہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، ایک بہت بڑا تالاب ہے جو سابقہ دور کی عیاشیوں کی باقی ماندہ علامت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور آج کل مجاہدین اس میں تیراکی سیکھتے ہیں قریب ہی دو منزلہ عمارت ہے جسے قرار گاہ بنایا گیا ہے گذشتہ سال بھی قرار گاہ یہی تھی اس قرار گاہ میں ایک کمرہ مہمانوں کے لئے مخصوص ہے۔ اس قرار گاہ کے جنوب مشرق کی طرف پرانی چھاؤنی ہے جس کی عمارتیں انقلاب زمانہ کی نذر ہو چکی ہیں مگر ان کی دیواروں پر کمیونزم اور قوم پرستی کے پیغامات اور کمیونسٹ انقلاب کے آثار باقی ہیں۔ اسی کے ایک حصہ پر حرکتہ المجاہدین کا معسکر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہے اور دوسرے حصہ میں حرکتہ الجہاد الاسلامی کا معسکر خالد زبیر شہید ہے۔ ان دونوں کے درمیان کی جگہ کھنڈرات کی شکل میں ویران پڑی ہے۔ جو بھیڑ بکریوں اور ان کے چرواہوں کے تصرف میں ہے۔ اور دونوں معسکر امریکی کروز میزائلی حملے کے بعد خوست سے یہاں منتقل ہوئے ہیں کبھی اس جگہ کو گناہوں اور نافرمانیوں کی سیاہ چادر نے ڈھانپ رکھا تھا، راتوں کی تاریکی فحاشی و عریانی میں کھو چکی تھی، اللہ تعالیٰ کے باغیوں کی عسکری فرعونیت کا مظہر تھی، دن کا اجالا بھی مظلوموں کے لئے گھپ اندھیرے سے کم نہ تھا اور آج یہ جگہ عبادالرحمن سے آباد ہے۔ جن کی وجہ سے یہاں کی راتیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر سے منور ہیں اور یہاں کے دن اسی کی تکبیر سے گونج رہے ہیں۔ اس کے قریب ہی وہ پہاڑی غار ہیں جن میں جہاد افغانستان کے ایک راہنما گلبدین حکمت یار نے اپنی دور اندیشی سے مقبوضہ اسلحہ آنے والے وقتوں کی ضروریات کے لئے محفوظ کر لیا تھا مگر جب وہ خود مالک حقیقی کا وفادار نہ رہا تو پھر ذی الملک والملکوت کی صفت ملکوتیت جوش میں آئی اور یہ ذخیرہ اس کے ہاتھ سے نکل کر طالبان کی تحویل میں آ گیا۔

عصر کی نماز قرار گاہ میں ادا کی پھر جہادی تربیت کا مشاہدہ کرنے اور جامعہ تعلیم و تزکیہ قرآن محل ملتان کے زیر تربیت طالب علم حافظ حنظلہ محمود سے ملاقات کے لئے معسکر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میں آ

گئے۔ مغرب سے کچھ دیر پہلے معلوم ہوا کہ نمازِ مغرب کے بعد قرآن محل ملتان کے مدرس کا جہاد کے موضوع پر درس قرآن مجید ہو گا۔ یہ درس درج ذیل نکات پر مشتمل تھا۔

❂ اللہ تبارک و تعالیٰ خالق ہے اور باقی سب اس کی مخلوق ہیں، اس کی مخلوق مرئی اور غیر مرئی دو قسم کی ہے۔

❂ انسانی مشاہدے اور عقل کے مطابق مرئی مخلوقات خواہ آسمانی (سورج، چاند، ستارے وغیرہ) ہوں یا زمینی (جمادات، نباتات و حیوانات وغیرہ) سب انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔

❂ جب انسان کی خادمہ مخلوقات کی زندگی بے مقصد نہیں تو پھر مخدوم المخلوقات، انسان کی پیدائش فضول اور بے مقصد کیسے ہو سکتی ہے۔

❂ خالقِ انسان کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید سے انسان کی زندگی کے عبادت اور خلافت دو مقصد معلوم ہوتے ہیں۔

❂ عبادت سے مراد اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کرنا اور اس کے سامنے اپنی عاجزی اور اس کی عظمت کا اظہار کرنا ہے جب کہ خلافت سے مراد عبادت کا ماحول بنانا اور اسے قائم رکھنا نیز اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نافذ کرنا ہے۔

❂ زندگی کی ان دو مقصدوں کو حاصل کرنے کی کوشش کا نام جہاد ہے اور اس کے راستے کی رکاوٹیں دور کرنا قتال ہے۔

❂ باغ میں پودوں کی نشوونما میں رکاوٹ بننے والی جھاڑیوں اور گھاس کو اکھیڑنا، درختوں کے حسن و جمال کے لئے مانع حسن ٹہنیوں کی کانٹ چھانٹ کرنا، جسم کے باقی حصے کو بچانے کے لئے کینسر زدہ حصے کو کاٹ کر علیحدہ کر دینا معیوب نہیں مستحسن ہے اس آپریشن پر ڈاکٹر کو درندہ نہیں محسن سمجھا جاتا ہے اور شکریہ کے ساتھ معاوضہ بھی پیش کیا جاتا ہے جب دنیا کی عارضی زندگی میں صرف جسمانی تکلیف کا سبب بننے والا جزوِ بدن کاٹ دینا اس قدر مستحسن ہے تو پھر نوعِ انسان کے لئے آخرت کی غیر فانی زندگی میں روح اور جسم دونوں کی لامحدود تکلیف اور جہنم کے دائمی عذاب کا سبب بننے والے کفر و نفاق کے کینسر زدہ افراد کے خلاف قتال کر کے باقی انسانوں کو اس کے اثرات سے بچانا کس قدر ضروری اور مستحسن ہو گا۔

❂ حضرت نوح علیہ السلام نے محدود اہل ایمان کو کفر کے کینسر سے بچانے کے لئے کفر انجام کافروں کی ہلاکت کی بددعا فرمائی جسے اللہ تعالیٰ نے طوفان کی صورت میں قبول فرمایا۔

❂ اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کے نافرمانوں کو بادل، ہوا، زلزلہ، فرشتے کی چیخ وغیرہ سے ہلاک فرمایا اور بنی اسرائیل کو فرعون کے خلاف جہاد و قتال کی سعادت عطا فرمانے کی بجائے خود ہی اس کو بحیرہ قلزم میں ڈبو دیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کی بدولت کافروں کی ہلاکت کی سعادت اہل ایمان کو حکم جہاد و قتال کی صورت میں عطا فرما دی۔

❂ جہاد و قتال سے گریز کا ایک سبب دنیاوی نعمتوں کی رغبت اور ان کے حصول کی مصروفیت ہے اوّل تو یہ

اہل ایمان کا شیوہ نہیں دوم یہ کہ تاریخ کا مطالعہ اور دورِ حاضر کا مشاہدہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ افراد کی باعزت و خوشحال زندگی اس کی قومی و ملی زندگی پر ہے، کسی قوم کی زندگی کا انحصار اس کی عسکری قوت پر ہوتا ہے۔ عسکری قوت کی بقا جہاد و قتال کے تسلسل پر ہے اور اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ اس نے بقائے انسانی کے اس اصول کو حکم کی حیثیت دے کر اہل ایمان کے لئے ذریعۂ فضیلت بھی بنا دیا اس حکمِ جہاد و قتال کو ترک کرنے کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا میں مسلمان کثرتِ تعداد کے باوجود غیروں کے غلام ہیں، معاشرتی لحاظ سے ذلیل و رسوا اور معاشی لحاظ سے بدحال ہیں ان کے وسائل دولت غیروں کے تصرف میں ہیں اور اپنے ہی وسائل میں سے ایک معمولی جز کے حصول کے لئے ان کو نہ جانے کتنے احسانات کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے، کتنی ہی ناروا پابندیاں قبول کرنا پڑتی ہیں اور خود اپنوں ہی کے خلاف اغیار کا آلہ کار بننا پڑتا ہے۔

❂ جہاد و قتال سے گریز کا دوسرا بنیادی سبب موت کا خوف ہے جب کہ مسلمان کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اسے اس حقیقت پر یقین ہونا چاہیے کہ موت کا وقت اور جگہ مقرر ہے اور پھر یہ کہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو عقل و مشاہدہ کے خلاف بھی نہیں کیونکہ اگر جہاد و قتال میں شریک ہونا ہی موت کا سبب ہوتا تو پھر جہاد و قتال میں شریک ہونے والا کوئی شخص زندہ واپس نہ آتا اور جہاد و قتال میں شریک ہونے کی بجائے گھر میں بیٹھ جانے والے کو موت نہ آتی۔

❂ غزوۂ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کم عمر نوجوانوں کو ان کے رونے اور التجا کرنے کے باوجود لڑائی میں شریک ہونے کی اجازت نہ دی اور واپس جانے کا حکم فرمایا مگر حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ واحد کم عمر تھے جن کے رونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شرکت کی اجازت دے دی جس کا تقدیری سبب یہ تھا کہ ان کی شہادت اسی موقع پر اور اسی جگہ پر ہونا تھی، ابوجہل کو قافلے کے محفوظ و مامون ہونے کی اطلاع مل گئی جس کے باعث اب آگے بڑھنے کی ضرورت نہ تھی مگر موت نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کھینچ کر میدانِ در میں لا کھڑا کیا، حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ یومِ بدر میں ہوئے مگر ان کی شہادت واپسی پر راستے میں مقامِ صفراء میں ہوئی۔

❂ جب موت کا وقت مقرر ہے تو پھر یہ موت اپنی افضل ترین صورت یعنی شہادت کی شکل میں کیوں نہ آئے جس پر بے شمار اعزازات و اکرامات کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق چھے خصوصی انعامات کا وعدہ بھی ہے اوّل یہ کہ شہید کا پہلا قطرۂ خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، دوم یہ کہ روح نکلنے سے پہلے ہی اسے جنت میں اپنا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے، سوم یہ کہ وہ قبر کی وحشت اور قیامت کی دہشت سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ چہارم یہ کہ اس کے سر پر ایسے یاقوت کا جڑا ہوا باوقار تاج رکھا جائے گا جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا، پنجم یہ کہ بہتر حوروں کو اس کی زوجیت میں دے دیا جاتا ہے، ششم یہ کہ اس کی شفاعت ستر رشتہ داروں کے حق میں قبول کی جائے گی۔ (ترمذی ابواب الجہاد)

❂ اگرچہ اہل ایمان نے ہر دور میں جہاد و قتال کا فریضہ سر انجام دیا ہے مگر اس دور کے مسلمانوں کی خوش

نصیبی یہ ہے کہ صدیوں بعد انہیں خلافت راشدہ کے نہج کا جہاد و قتال نصیب ہو رہا ہے اب یہ فیصلہ خود ہمیں کرنا ہے کہ آیا ہم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرتے ہوئے جہاد میں شریک ہو کر اپنے آپ کو اس سعادت سے مشرف کرتے ہیں یا اس سے کنارہ کشی اختیار کر کے محرومی و بد نصیبی کو اپنے گلے لگاتے ہیں۔

درس سے فراغت کے بعد کھانا کھایا نمازِ عشاء ادا کی اور پھر سونے کے لئے قرار گاہ میں واپس آ گئے۔

معسکر و قرار گاہ کے شب و روز:

جس طرف نگاہ اٹھتی تھی اکثریت نوجوانوں کی دکھائی دیتی تھی، کوئی ایک چہرہ بھی محرومیٔ سنت سے داغدار نہ تھا، ان کے شگفتہ چہروں پر گلشنِ نورستہ عجب بہار دکھا رہا تھا، ان کی آنکھوں کی ایمانی چمک نشیمنِ اغیار پر گرنے کے لئے بے تاب تھی، ان کے لہجے کا سوز و گداز دنیا پرستوں کے دلوں کو پگھلا رہا تھا ان کی جذبۂ قتال، دعوتِ جہاد اور آرزوئے شہادت سے لبریز گفتگو سامعین کے نفسِ لوّامہ کو بیدار کر دیتی تھی۔ جی ہاں! یہی نوجوان! جو مملکتِ جمہوریہ میں مادر پدر آزاد ہے، جس کی کبوتر بازی، پتنگ بازی اور دیگر بازیوں کی سرگرمیوں نے گردو نواح میں چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کر رکھا ہے، دینی تعلیم سے اسے اس کے والدین نے محروم رکھا اور بے نتیجہ ولاحاصل دنیاوی تعلیم سے وہ خود متنفر ہے، یونیورسٹیاں اور کالج جو اپنے نصاب اور نظام کی وجہ سے انسانیت، مذہبی اقدار اور اخلاقی روایات کی قتل گاہیں تھیں وہ اب اس کی وجہ سے خود انسانوں کے مقتل و مذبح بن چکے ہیں، اس کے ہاتھوں سے اساتذہ کے گریبان چاک ہیں اور اس کے والدین کی سفید پوشی اس کی ظاہر داری کے لئے سسک سسک کر دم توڑ رہی ہے، جس کی قیمتی زندگی ٹیلی ویژن، وی سی آر۔ ڈش۔ انٹرنیٹ جیسی خرافات میں بیتی چلی جا رہی ہے۔ اور اس کینسر کی وجہ سے وہ خود بھی معاشرے کے لئے ناسور بن چکا ہے۔ اس کی سحر کا طلوع اس کے خواب غفلت میں ڈوب چکا ہے۔ اس کے دن کا ابتدائی حصہ بستر پر گزرتا ہے اس کی دوپہر زنانہ تعلیمی اداروں کے لئے وقف ہے، جہاں وہ تازہ چھلے ہوئے چہرے کے ساتھ بار بار پیشانی پر جھکے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اور گردن کو ایک خاص ادا سے جھٹکا کر فلم، ڈرامہ، ناول اور افسانہ زدہ نسوانیت کی خود ساختہ تصوراتی مظلومیت کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کوشاں نظر آتا ہے، جو غروبِ آفتاب سے عروجِ شب تک شہر کے چوکوں کو مایوس مستقبل کے لاشعوری احساس سے جنم لینے والے آوارہ قہقہوں سے آباد و پر رونق رکھتا ہے، جہاں سے چہرۂ بے نقاب و جسم بے حجاب ہی نہیں حسنِ محجوب کا بھی بے باک نگاہوں اور سوقیانہ آوازوں سے مامون و محفوظ گزر جانا ممکن نہیں، وہ یا تو "کپی" چڑھا کر ناموسِ ملت کو بے آبرو کرنے کے لئے لپکتا ہے یا پھر ناکامی کی صورت میں ہیروئین کی پڑیا سے اپنے آپ کو خود ہی ہلاکت میں ڈالتا چلا جاتا ہے۔

دامن تو بھلا اس کا دور ہے، اے دستِ جنوں
کیوں ہے بے کار گریباں تو میرا دور نہیں

ہاں! وہی نوجوان امارت اسلامیہ کے معسکر میں رات کے دو بجے بیدار ہوتا ہے، اپنے مالک سے نوافل کی صورت میں سر گوشیوں میں لگ جاتا ہے، پرسوز آواز میں تلاوت سے اس سے ہم کلام ہو جاتا ہے، ذکر و تسبیح سے اس کے ہاں قابلِ ذکر ہونے کا مقام حاصل کرتا ہے، اطمینان و سکون سے سنتیں ادا کرنے کے بعد مسجد میں باتیں کر کے اپنے اعمال ضائع کرنے کی بجائے ترتیب کے ساتھ صفوں میں بیٹھ کر ذکر کرتا ہے یا قرآن مجید کو دوسروں کی پیٹھ سے بچا کر تلاوت میں لگ جاتا ہے۔ ظہر کی فرض رکعتوں کے بعد سکون سے سنن و نوافل ادا کرتا ہے اور پھر فضائل جہاد کی مختصر تعلیم میں بیٹھ جاتا ہے اس کے بعد دینی عقائد و مسائل کی درسگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے۔ پہلی دو نمازوں کی طرح نماز عصر بھی جماعت کی تکبیر اولیٰ میں شامل ہو کر ادا کرتا ہے اور پھر عصر سے مغرب تک کا وقت اپنی مرضی کے مطابق کھیل کود لائبریری میں مطالعہ، کنٹین سے اشیائے ضرورت کی خریداری، ساتھیوں سے ترغیب جہاد کی گفتگو، آئے ہوئے عزیز و اقارب سے ملاقات وغیرہ میں گزارتا ہے، اذان مغرب سے پندرہ منٹ پہلے نماز کی تیاری کے لئے عزیزوں اور دوستوں سے بھری مجلس کو یوں چھوڑ کر چل پڑتا ہے جیسا کہ ان میں سے کسی کو جانتا تک نہیں، نماز مغرب کی سنتوں اور نوافل سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں بیٹھ کر عقائد یا جہاد کے موضوع پر ولولہ انگیز ایمان افروز نظم سنتا ہے اور پھر کسی مہمان عالم یا مجاہد کمانڈر سے جہاد کی فضیلت پر تفصیلی بیان سنتا ہے، اور اس اثناء میں اللہ تعالیٰ کی تکبیر کا بلند آہنگی سے اظہار کر کے اپنے قلبی جذبات کا اظہار بھی کرتا رہتا ہے، اس کے بعد کھانا کھاتا ہے، حاجات سے فارغ ہو کر نماز عشا کی باجماعت تکبیر اولیٰ میں شریک ہوتا ہے، سنن و نوافل وغیرہ کے بعد حاضری کے لئے مسجد ہی میں مقررہ ترتیب سے اپنے گروپ میں بیٹھ جاتا ہے حاضری کے بعد امیر معسکر کی مختصر نئی ہدایات کے لئے ہمہ تن گوش ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اجازت لے کر کھڑا ہوتا ہے اور اپنے شبہات، حربی صورت حال کے بارے میں استفسارات، شکایات و تجاویز پیش کرتا ہے اور ان کے مختصر مگر جامع اور تسلی بخش جوابات حاصل کرتا ہے، نامِ شب (اس رات کا کوڈ ورڈ) اور جواب شب توجہ سے سن کر ذہن نشین کرتا ہے (کیونکہ اس کے بغیر رات کو قیام گاہ سے باہر نکلنا ممکن نہیں) پھر امیرِ معسکر کے

. سبحنک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک

پڑھنے کو مجلس کی برخاستگی کا اعلان سمجھ کر رات کے دس بجے سے دو بجے تک آرام کرنے کے لئے خواب گاہ کی راہ لیتا ہے اور جلد از جلد سونے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اس نے نیند کے ان چار گھنٹوں میں تیس سے چالیس منٹ اپنی باری پر پہرے کی فضیلت و سعادت بھی حاصل کرنا ہے۔

جامع مسجد پل خشتی میں نماز جمعہ:

۱۰، ربیع الاول - ۲۵ جون بروز جمعۃ المبارک نماز فجر کے بعد باغ کا گشت کیا اور ناشتہ کرنے کے بعد سو گئے، حنظلہ محمود کے آنے پر بیدار ہوئے، جمعۃ المبارک کو معسکر میں تعلیم و تربیت تک تعطیل ہوتی ہے اس لئے وہ ملتان کے ساتھیوں اور عزیز و اقارب کے ساتھ وقت گزارنے کے لئے معسکر سے قرار گاہ میں آ گیا

اور جتنی دیر ساتھ رہا گھر بار کے ذکر کی بجائے ترغیب جہاد کی گفتگو کرتا رہا۔ ملتان سے تربیت کے لئے چلتے وقت یہ کہہ کر آیا تھا کہ جب جامعہ تعلیم و تزکیہ قرآن محل کے متعلقین مطالعاتی دورے پر آئیں گے تو میں معسکر سے چند دن کی چھٹی لے کر ان کے ساتھ اکابر سے ملاقاتیں اور مقامات و مزارات کی زیارتیں کروں گا مگر جب یہاں آ کر اسے ساتھ چلنے کو کہا گیا تو وہ ایک دن کے لئے بھی معسکر کے معمولات چھوڑنے کو تیار نہ ہوا یہاں تک کہ اس نے تعطیل کے باوجود ساتھ جا کر شہر میں نمازِ جمعہ ادا کرنے کی بجائے معسکر میں نمازِ جمعہ میں شرکت کو ترجیح دی۔

ہم نے قرار گاہ میں غسلِ جمعہ کیا اور پھر معسکر کی گاڑی میں شہر میں حرکتہ المجاہدین کے دفتر میں آ گئے۔ یہاں سے چار چار اور پانچ پانچ افراد نے مل کر ایک ایک ٹیکسی کی اور نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد پل خشتی پہنچ گئے، ہر ڈرائیور نے پندرہ ہزار افغانی (تقریباً اٹھارہ روپے پاکستانی) طلب کئے کرایہ کم کرنے کا مطالبہ کرنے والوں سے ان کے ٹیکسی ڈرائیور نے دس ہزار افغانی (تقریباً بارہ روپے پاکستانی) بھی خوشی سے قبول کر لئے جب کہ ملتان میں اتنے فاصلے پر ٹیکسی تو در کنار رکشا بھی بیس روپے سے کم پر جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

یہ مسجد شہر کے وسط میں واقع ہے اور اس شہر کی قدیم مسجدوں میں سے ہے فن تعمیر کے لحاظ سے یک نادر نمونہ اور قابلِ دید شاہکار ہے اس کی ابتدائی تعمیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور کی بتائی جاتی ہے مگر جدید تعمیر بہت بعد کی ہے اور اس پر ۱۳۱۴ھ مرقوم ہے اس میں شمالاً، جنوباً اور شرقاً برآمدے نما محرابیاں ہیں درمیان میں گنبدی ہال ہے گولائیوں اور محرابیوں میں خوبصورت فانوس آویزاں ہیں۔ دو منزلہ عمارت کے تین طرف وسیع صحن ہے، وضو، غسل اور بیت الخلاء کا وسیع اور نہایت اعلیٰ انتظام ہے، عربی خطبہ شروع ہونے سے کافی پہلے پشتو تقریر ہی میں نہ صرف مسجد کا ہال بھر چکا تھا بلکہ صحن میں بھی سامعین چادریں بچھائے دھوپ کی حدت سے بے نیاز ہمہ تن گوش تھے اور جو پشتو نہیں جانتے تھے وہ بھی مقرر کے پرسوز و دل گداز لہجے میں کھوئے ہوئے تھے، اندازِ بیان سے معلوم ہو رہا تھا کہ تقریر کا موضوع جہاد ہے۔ نمازِ جمعہ کے بعد کے سنن و نوافل سے فراغت پر ایک نابینا قاری صاحب نے لحنِ داؤدی میں قرآن مجید کی تلاوت کی قاری عبدالصمد عبدالباسط کی یاد تازہ ہو گئی اور اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔

ڈاکے کی حد کا مشاہدہ:

نماز جمعہ کے بعد قرآن محل ملتان کے رفیق درس رب نواز بھٹہ صاحب ادھر ادھر سے معلومات حاصل کرنے لگے کہ آج اسٹیڈیم میں حد یا قصاص کا کوئی پروگرام تو نہیں نفی جواب سننے کے بعد آہ بھری کہ افسوس اس بار ہم حد یا قصاص کا منظر نہ دیکھ سکے مگر جلد ہی آہ! واہ! میں بدل گئی اور کہنے لگے الحمدللہ! یہی تو اسلامی نظام کی برکات ہیں کہ ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ حد یا قصاص کی ضرورت پڑتی۔

گذشتہ سال اسی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ چار بجے اسٹیڈیم میں ایک ڈاکو پر حد جاری ہو گی، اعلان کردہ وقت پر اسٹیڈیم پہنچے، سیڑھیاں لوگوں سے پر تھیں ایک طرف گھاس پر بڑی بڑی

پگڑیوں والے کچھ حضرات اپنے کندھے کی چادریں نیچے ڈال کر بیٹھے ہوئے تھے، جاننے والوں نے بتایا کہ ان میں فلاں مرکزی وزیر ہے، فلاں صوبائی وزیر ہے، فلاں پولیس سربراہ ہے، فلاں انتظامی سربراہ ہے، فلاں کور کمانڈر ہے اور فلاں عدالتِ عالیہ کا جسٹس ہے، ایک صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر قرآن و حدیث کے حوالے سے اسلام کے نظامِ حدود کا تعارف کرایا اور ڈاکے کے وقوع سے فیصلے تک کے مراحل کی تفصیل بیان کی، یہ گفتگو افغانستان کی سرکاری زبان پشتو میں ہوئی جس کا مفہوم ہمیں ساتھ بیٹھے ترجمان کے ذریعے معلوم ہوتا رہا، بیان کے بعد ایک بند گاڑی اسٹیڈیم کے سامنے والے کنارے سے چل کر درمیان میں آ کر رک گئی اس میں سے دست بستہ مجرم کو باہر نکالا گیا ایک دوسری گاڑی آئی جس میں نقاب پوش ڈاکٹروں کی جماعت تھی مجرم کو بٹھا کر انجکشن لگایا گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کمال مہارت سے جوڑ سے علیحدہ کر دیا گیا، اور پھر بے ہوش مجرم کو ہسپتال لے جانے کے لئے گاڑی میں لٹا دیا گیا، اس کا ہاتھ اور پاؤں دونوں اچھال کر گاڑی میں ڈال دیئے گئے۔

اگرچہ دشمنانِ دین اور معاندین اسلام کے علاوہ خود کو مسلمان کہنے والے مذہب گریز دانش جلوں کے نزدیک بھی یہ سزا وحشیانہ و ظالمانہ ہے مگر فطرت سعید اور عقل سلیم ان کی تائید قطعاً نہیں کر سکتی کیونکہ:

◎ چوری پر ہاتھ کاٹنا اور ڈاکے پر ہاتھ اور پاؤں دونوں کاٹنا یہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ کا قرآنی حکم ہے جو کہ انسان سمیت تمام مخلوقات و کائنات کا خالق و مالک ہے، خالق و مالک کے حکم پر عمل کرنا ظلم نہیں بلکہ اس کی نافرمانی ظلم ہے۔

◎ عدل و حکمت دونوں اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں اور اس کا کوئی حکم خلافِ عدل و خلافِ حکمت نہیں ہو سکتا اپنی محدود عقلوں سے خالق کی لامحدود حکمتوں کو جانچنا سب سے بڑا ظلم ہے۔

◎ اس جرم پر اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا کے علاوہ دیگر سزائیں انسان کی مقرر کردہ ہیں، انسان کے بارے میں صحیح فیصلہ اس کے خالق کی بجائے اس انسانی عقل کا کیسے ہو سکتا ہے؟ جس پر نہ صرف خود اس جیسے دوسرے انسانوں کو اعتماد نہیں بلکہ خود صاحبِ عقل ہونے کا دعویٰ رکھنے والا بھی اپنے فیصلوں کے تغیر و تبدل کے ذریعے لاشعوری طور پر اپنے ناقص العقل ہونے کا اعتراف و اظہار کرتا رہتا ہے۔

◎ انسانوں میں انسانوں کے سب سے زیادہ ہمدرد اور حقیقی خیر خواہ انبیاء علیہم السلام تھے اور ان سزاؤں کا عملی نفاذ تو سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جس کام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا ہو وہ یقیناً عادلانہ ہو گا ظالمانہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

◎ خلفاء راشدین کے دور سے لے کر آج تک جہاں جہاں اسلامی نظامِ حدود اختیار کیا گیا معاشرہ چوری اور ڈاکے سے مامون ہو گیا اور جہاں اس کی بجائے انسان ساختہ قوانین رائج ہوئے وہاں ڈاکہ اور چوری نے معاشرے کا امن و امان تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔

◎ وحشت کے معنی بدکنے، بھاگنے اور نفرت کرنے کے ہیں اور جو جانور مخدومِ کائنات انسان سے مانوس

ہونے کی بجائے اس سے دور بھاگتا اور نفرت کرتا ہو اسے وحشی جانور کہتے ہیں انسان کی صفت مانوسیت سے مراد وہ جاندار ہے جو اپنے مالک حقیقی کے احکامات سے وحشت کی بجائے، مانوسیت رکھتا ہو اور اس مانوسیت کی بنیاد پر ایک دوسرے سے اُنس رکھتا ہو اس لئے وحشیانہ فعل اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کو نہیں بلکہ اسے چھوڑنے، اس پر اعتراض کرنے یا اس سے نفرت کرنے کو کہا جائے گا۔

۞ خلاف انسانیت عمل ڈاکو پر حد جاری کرنا نہیں بلکہ ڈاکہ ہے کیونکہ اس کی سزا تو خود اس کے اپنے کئے جرم کا بدلہ ہے۔ جب کہ اس نے مال چھین کر جس فرد اور اس کے زیر کفالت کنبے کو زندگی کی نعمتوں اور بنیادی انسانی حقوق سے محروم کیا ہے یہ کس جرم کی سزا ہے؟ یہ کیسی عجیب وغریب انسانی تہذیب ہے جس میں مظلوم کی بجائے ظالم قابل رحم، ظالم کا ظلم تو خلافِ تہذیب نہیں مگر ظالم کی سزا خلافِ تہذیب ہے۔

۞ چوری اور ڈاکے کی سزا میں حد جاری کرنا صرف اسی صورت میں خلاف تہذیب ہو سکتا ہے جب چوری اور ڈاکے کو تہذیب تسلیم کیا جائے، اگر چوری اور ڈاکہ خلافِ تہذیب عمل ہیں تو پھر ان کی سزا کو خلافِ تہذیب کہنا کیسے مناسب ہو سکتا ہے؟

۞ خود تہذیب حاضر کے علمبرداروں کے نزدیک چوری اور ڈاکہ وحشیانہ حرکت ہے اور اگر ان کے نزدیک اس کی اسلامی سزا وحشیانہ بھی ہو تو پھر بھی وحشیانہ حرکت کے انسداد کے لئے وحشیانہ سزا اختیار کرنے میں کیا حرج ہے؟

۞ انسانیت کی فلاح و بہبود اور عامۃ الناس کی ہمدردی وخیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ ڈاکو کو ایسی نرم سزا دینے کی بجائے جس سے معاشرے میں اس جرم کا رجحان اور عدمِ تحفظ کا احساس بڑھتا چلا جائے، ایسی سخت سزا دی جائے جس کی وجہ سے یہ جرم متعدی نہ بننے پائے اور پورے انسانی معاشرے کو ذہنی سکون اور قلبی اطمینان حاصل ہو جائے۔

۞ رسولی نکالنے کے لئے پیٹ کا چاک کرنا یا کینسر زدہ عضو کو کاٹ کر علیحدہ کر دینا ظلم و وحشت نہیں رحمت و شفقت ہے تو پھر اس ہاتھ اور پاؤں کو جو پورے معاشرے کے امن و سکون کے لئے کینسر کا سبب بن رہا ہے کاٹ کر علیحدہ کر دینا رحمت وشفت کی بجائے ظلم و وحشت کا عمل کیسے ہو سکتا ہے؟

۞ مشہور عربی شاعر ابوالکلام مصری نے اپنے شعروں میں اس پر تعجب کا اظہار کیا کہ وہ ہاتھ جس کی دیت پانچ سو دینار ہے اسے چوتھائی دینار یا دس درہم کی چوری پر کاٹ دیا جاتا ہے اس کی وضاحت قاضی عبدالوہاب مالکی رحمہ اللہ علیہ نے یوں فرمائی۔ لَمَّا کَانَت امینۃ کانت ثمینۃ (یعنی جب یہ ہاتھ دیانت دار تھا قیمتی تھا اس لئے اس کی دیت کثیر رکھی گئی) وَلَما خَانَت ھانت (اور جب یہ بد دیانت ہو گیا تو کسی قیمت کا نہ رہا اس لئے ذلیل ہوا)

اخبار الاحرار

اسلام ہی پاکستان کا مقدر ہے۔ سیکولر نظام نہیں چلنے دیں گے

دنیا کی تمام طاغوتی قوتیں مل کر بھی اسلامی افغانستان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں

حکومتِ پاکستان، افغانستان کے بارے میں صحیح پالیسی اپنائے (سید کفیل بخاری)

کراچی (شفیع الرحمن احرار) مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے امریکہ کی طرف سے افغانستان پر اقتصادی پابندیوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایسی ذلیل اور گھٹیا حرکتیں طالبان کو دینی مؤقف سے پیچھے نہیں ہٹا سکتیں۔ امیر المؤمنین کی مثالی دینی استقامت نے یہود و نصاریٰ کے عزائم خاک میں ملا دیئے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے کراچی میں احرار کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ امریکہ اور اس کے ہمنوا تمام کفار مل کر بھی طالبان کو شکست نہیں دے سکے۔ اس لیے کہ وہ اخلاصِ نیت کے ساتھ نفاذ دین کے لیے جہاد کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد اُن کے شاملِ حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کی کامیابیاں حُدود اللہ کے نفاذ اور امیر المؤمنین کی اطاعت کا نتیجہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ حضرت امیر المؤمنین کا مقصد اسلامی حکومت کے استحکام کے سوا کچھ نہیں اس لیے دنیا کی تمام طاغوتی قوتیں مل کر بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ انہوں نے پاکستان کی موجودہ حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ افغانستان کے بارے میں اپنی پالیسی واضح کرے۔ پاکستان کے عوام کی اکثریت طالبان کے اسلامی انقلاب کو قدر اور تحسین کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اس انقلاب کی برکت سے عوام میں دین سے لگاؤ بڑھ رہا ہے اور جذبۂ جہاد میں شدت پیدا ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت عوام کی امنگوں کے مطابق طالبان کی مکمل اخلاقی و سیاسی حمایت کی پالیسی اپنائے۔ اگر ہماری خارجہ پالیسی امریکہ کے تابع رہی تو اس کے نتائج ہر حال میں ملک کے لیے نقصان دہ ہوں گے۔ سابقہ ادوار حکومت میں ہم اس کا مشاہدہ کر چکے ہیں اور سزا بھی بھگت چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ہی پاکستان کا مقدر ہے۔ یہاں کوئی سیکولر نظام نہیں چلنے دیا جائے گا۔

اجلاس میں پنجاب کے احرار رہنما میاں محمد اویس نے خصوصی طور پر شرکت کی جو کہ سید محمد کفیل بخاری کے ہمراہ تنظیمی دورہ پر کراچی تشریف لائے۔ انہوں نے کراچی کے احبابِ جماعت پر زور دیا کہ وہ کوشش کر کے جلد از جلد کراچی میں جماعت کا اپنا مرکز بنائیں۔ کراچی کے احرار رہنما مولانا احتشام الحق، مولانا عبد الصمد احرار، شفیع الرحمن، محمود احمد، قاری علی شیر، حافظ عنایت اللہ اور حافظ ریاض احمد بھی اجلاس میں موجود تھے۔

روس چیچنیا میں مسلمانوں پر مظالم بند کرے

انسانی حقوق کے نام نہاد ٹھیکیدار چیچنیا میں مظالم پر گونگے شیطان بنے ہوئے ہیں

امریکہ، بھارت کے ذریعے برصغیر پر اپنی بالادستی چاہتا ہے۔ اسے ناکامی ہوگی۔ (سید محمد کفیل بخاری)

کراچی (شفیع الرحمن احرار) روس چیچنیا میں مسلمانوں پر مظالم بند کرے۔ انسانی حقوق کے تحفظ کے نام نہاد ٹھیکہ دار گونگے شیطان بنے ہوئے ہیں ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام کے نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے کراچی کے آٹھ روزہ تنظیمی دورہ میں جامع مسجد عثمانیہ بفرزون، مدرسہ سیف الاسلام کھنڈو گوٹھ اور دفتر احرار شادمان میں مختلف اجتماعات میں خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ روس افغانستان میں اپنی تاریخی شکست سے عبرت حاصل کرے۔ سوویت یونین تو پہلے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہے اب چیچنیا اُس کا قبرستان بنے گا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ چیچنیا کے معصوم بچوں اور خواتین کو قتل کر کے مسلمانوں کی نسل ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ امریکہ اور اس کے ہمنوا تماش بین ظالموں کو انسانیت کا یہ قتل اور مظالم کیوں نظر نہیں آتے۔ انسانی حقوق کی سب سے زیادہ توہین اقوامِ متحدہ میں ہو رہی ہے۔ امریکہ و برطانیہ کی امداد سے چلنے والی این جی اوز کا کردار بھی انسانیت کُش ہے۔ یہ تمام ادارے یہود و نصاریٰ کا مال کھا کر انہی کے مفادات کے لیے کام کر رہے ہیں۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ چیچنیا، بوسنیا اور کشمیر کے مسلمانوں کی مدد تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی علیہ السلام کے حکم کے مطابق جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ مسلمان اس فریضہ کو چھوڑ کر ناکام ہوئے اور جہاں جہاد جاری ہوا وہاں کامیابیوں نے مسلمانوں کے قدم چومے۔ انہوں نے کہا کہ جہاد کا مقصد حکومت الٰہیہ کا قیام ہے۔ اس کے سوا دین میں جہاد کا کوئی اور مفہوم نہیں۔ جہاد کی مخالفت کرنے والے مسلمان نہیں منافق ہیں۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ امریکہ، بھارت کے ذریعے برصغیر پر اپنی بالادستی چاہتا ہے۔ مسلمان اس سازش کو ہر صورت میں ناکام بنادیں گے۔ ہم کسی یہودی و عیسائی کی بالادستی قبول نہیں کریں گے۔

یومِ باب الاسلام کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محمد بن قاسم نے جہاد کے ذریعے ہی سندھ کو باب الاسلام بنایا۔ محمد بن قاسم اس خطہ کے مسلمانوں کا محسن تھا۔ اُسے ڈاکو اور غاصب کہنے والے خود بدمعاش، ڈاکو اور لٹیرے ہیں۔ راجہ داہر جیسے زانی و شرابی کی حمایت میں بولنے والے اسی کے فکری و روحانی فرزند ہیں۔ سید محمد کفیل بخاری نے دفتر ہفت روزہ ضربِ مؤمن کا دورہ بھی کیا۔ اور محترم مفتی عبدالرحیم صاحب سے ملاقات کی۔ انہوں نے الرشید ٹرسٹ اور ضربِ مؤمن کی جہادی خدمات پر انہیں زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔

امیر احرار ابنِ امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

۲۸ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ ۸ دسمبر ۱۹۹۹ء تا ۷ رمضان المبارک، ۱۶ دسمبر چناب نگر (ربوہ) میں قیام
۸ رمضان المبارک خطبہ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان
۱۰ رمضان المبارک، خطاب تقریب ختم قرآن برمکان، حافظ محمد فاروق صاحب پاک گیٹ ملتان
۱۵ رمضان المبارک خطبہ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان
۱۷ رمضان المبارک جامع مسجد دارِ بنی ہاشم میں آپ نے نماز تراویح میں تلاوت قرآن کریم مکمل فرمائی
۱۸ رمضان المبارک چیچہ وطنی، ۱۹ چناب نگر، ۲۲ خطبہ جمعہ، مسجد احرار چناب نگر
۲۹ رمضان المبارک ۷ جنوری ۲۰۰۰ء خطبہ جمعہ، مسجد احرار چناب نگر
خطاب اجتماع عید الفطر مسجد احرار چناب نگر
۱۴ جنوری خطبہ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان، ۱۶ تا ۲۰ جنوری قیام دفتر احرار لاہور اور مختلف تقاریب میں شرکت
۲۱ جنوری خطبہ جمعہ، دارِ بنی ہاشم ملتان

حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام)

۱۴ تا ۱۹ رمضان المبارک قیام مسجد احرار، چناب نگر
۱۵ رمضان المبارک، خطبہ جمعہ مسجد احرار چناب نگر
اخیر عشرہ رمضان المبارک قیام مدرسۃ العلوم الاسلامیہ گڑھا موڑ

سید محمد کفیل بخاری (نائب ناظم مجلس احرار اسلام)

۲۲ شعبان ۱۴۲۰ھ، ۲ دسمبر ۱۹۹۹ء خطاب در اجتماع بیاد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، جامع مسجد گرنالوی قاسم بیلہ ملتان
۴ دسمبر خطاب در جلسہ بیاد امیر احرار حضرت سید عطاء المحسنؒ بخاری، مسجد سنیاراں والی ملتان
یکم رمضان المبارک، ۱۰ دسمبر ۱۹۹۹ء خطبہ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان
۳ تا ۱۱ رمضان المبارک تنظیمی دورہ کراچی، ہمراہ محترم میاں محمد اویس (رکن مرکزی مجلس شوریٰ) محترم سید محمد طلحہ گیلانی اور محترم محمود احمد صاحب کے ہاں قیام
۷ رمضان المبارک مولانا عبد الرشید انصاری اور مولانا اکرام الخیری سے ملاقات
۸ رمضان خطبہ جمعہ جامع مسجد عثمانیہ، بفرزون کراچی و ملاقات مولانا چراغ الاسلام
۹ رمضان حضرت مولانا فداء الرحمن درخواستی مدظلہ سے جامعہ انوار القرآن کراچی میں ملاقات
۹ رمضان، حضرت مولانا عبد الواحد صاحب مدظلہ سے جامعہ حمادیہ، کراچی میں ملاقات

۱۰ رمضان المبارک، مدرسہ عربیہ سیف الاسلام کراچی میں تقریبِ ختمِ قرآن میں شرکت اور اجتماع سے خطاب
۱۱ رمضان المبارک، ۲۰ دسمبر واپسی ملتان
۲۰ رمضان المبارک، خطاب تقریب ختمِ قرآن کریم، حافظ محمد عثمان، حافظ محمد فاروق صاحب پاک گیٹ ملتان
۲۲ رمضان المبارک خطبۂ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان
۲۳ رمضان المبارک، خطاب تقریب ختمِ قرآن کریم حافظ محمد علی صاحب لاہور
۲۴ رمضان المبارک، خطاب، تقریب ختمِ قرآن کریم حافظ محمد فاروق، دفتر احرار (مدرسہ معمورہ) لاہور
۲۴ رمضان المبارک، شرکت اجلاس کارکنانِ احرار، مغلپورہ لاہور
۲۷ رمضان المبارک، خطبات تقاریب ختمِ قرآن، مسجد نور ملتان، مسجد ابو سفیان بستی سیالاں ملتان
۲۸ رمضان المبارک۔ خطاب تقریب ختمِ قرآن حافظ نجم الحق، جامع مسجد میراں پور میلسی
۲۸ رمضان، درس قرآن جامع مسجد گڑھا موڑ میلسی
۲۹ رمضان المبارک خطبۂ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان
خطاب اجتماعِ عید الفطر۔ دارِ بنی ہاشم ملتان
۱۶ تا ۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء قیام دفتر احرار، لاہور

مولانا محمد مغیرہ (مرکزی مبلغ و رکن شوریٰ)

۸ رمضان المبارک۔ خطبۂ جمعہ، مسجد احرار چناب نگر
۱۵ رمضان المبارک۔ خطبۂ جمعہ جامع مسجد مدرستہ العلوم الاسلامیہ گڑھا موڑ
۲۱ رمضان المبارک۔ خطاب تقریب ختمِ قرآن حافظ محمد اکرم، میراں پور میلسی
۲۲ رمضان خطبۂ جمعہ مسجد ختمِ نبوت نواں چوک گڑھا موڑ، میلسی

سود کے خلاف سپریم کورٹ کا فیصلہ عوام کی صحیح اور مکمل ترجمانی ہے

حکمران، جمہوریت اور سود کے لعنتی کفریہ نظاموں کو ختم کرکے اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کریں

(غلام حسین احرار)

مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کے امیر غلام حسین احرار نے ایک بیان میں کہا ہے کہ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے شریعت بنچ کے سود کے خلاف فیصلہ کو بحال رکھتے ہوئے جو تاریخی فیصلہ دیا ہے وہ پاکستان میں نفاذِ اسلام کے عمل میں سنگِ میل ثابت ہوگا۔ انہوں نے سپریم کورٹ کے فل بنچ میں شامل

باقی صہ پر دیکھیں

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

- مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار، (ربوہ) چناب نگر، ضلع جھنگ فون :211523 (04524)
- بخاری پبلک سکول، (ربوہ) چناب نگر، ضلع جھنگ
- بخاری مسجد۔ سرگودھا روڈ چنیوٹ ضلع جھنگ (زیر تعمیر)
- مدرسہ معمورہ جامع مسجد ختم نبوت، دار بنی ہاشم، ملتان فون:511961 (061)
- مدرسہ معمورہ مسجد نور تغلق روڈ ملتان۔
- مدرسہ محمودیہ مسجد المعمور ناگڑیاں، ضلع گجرات
- دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی فون: 611657 (0445)
- دار العلوم ختم نبوت (جدید مرکز احرار) مرکزی مسجد عثمانیہ، ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی، فون:610955 (0445)
- مدرسۃ العلوم الاسلامیہ جامع مسجد گڑھا موڑ (وہاڑی) فون: 690013 (0693)
- مدرسہ ختم نبوت، مسجد ختم نبوت نواں چوک، گڑھا موڑ ضلع وہاڑی
- مدرسہ ختم نبوت چک نمبر 88/W.B گڑھا موڑ ضلع وہاڑی
- مدرسہ معمورہ تعلیم القرآن چک نمبر 158 الف 10-R جہانیاں ضلع خانیوال
- مدرسہ معمورہ، موضع چھینا، میلسی ضلع وہاڑی۔
- مدرسہ احرار اسلام مصطفیٰ آباد، کرم پور ضلع وہاڑی
- مدرسہ ابوبکر صدیق جامع مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ (ضلع چکوال)
- بستان عائشہ (برائے طالبات) دار بنی ہاشم ملتان فون: 511356 (061)
- مدرسۃ البنات (برائے طالبات) گڑھا موڑ، ضلع وہاڑی
- مدرسہ معاویہ جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
- مدرسہ ختم نبوت چشتیاں ضلع بہاولنگر
- مدرسہ احرار اسلام مسجد سیدنا علی المرتضیٰ، چکڑالہ، ضلع میانوالی (زیر تعمیر)
- مدرسہ احرار اسلام چاہ چڑھوئے والا، کلروالی، ضلع مظفر گڑھ
- مدرسہ معمورہ مسجد معاویہ بستی مہر پور ضلع مظفر گڑھ۔
- مدرسہ ختم نبوت مسجد ختم نبوت شہزاد کالونی صادق آباد (ضلع رحیم یار خان)
- مدرسہ ختم نبوت، مسجد بخاری، گل زیب کالونی وہاڑی روڈ ملتان (زیر تعمیر)
- جامعہ المعاذ بدھلہ روڈ، ملتان
- مدرسہ سیدنا فاروق اعظم چاہ کالی مال موضع صحابہ ٹوبہ روڈ جھنگ

رد مرزائیت میں چار اہم نئی کتابیں

شہر سُدوم

صفحات: ۱۷۶، قیمت: =/۱۰۰ روپے

* مرزا غلام احمد سے لے کر مرزا طاہر تک قادیانیوں کے جنسی سکینڈلز * مرزا محمود...... "مس روفو" اور "اطالوی حسینہ" * قادیانیوں کا راجہ اندر، دریا کے کنارے * مقدسینِ قادیان کی سیہ کاریاں و خفیہ عیاشیاں * بدمعاشی سے مفاہمت * زکوٰۃ کا "حسنِ استعمال" * مخدراتِ میدانِ معصیت میں * عروسہ گیسٹ ہاؤس * قادیانی مذہب کی حقیقت، چشم کشا، ہوشربا، سنسنی خیز، اندرونی کہانی خود قادیانیوں کی زبانی * ایک ناقابلِ تردید تاریخی دستاویز، سے بہت سے اضافوں کے ساتھ نیا ایڈیشن، شفیق مرزا کے تیکھے اور حقیقت رقم قلم

کذباتِ مرزا

تالیف: مولانا عبدالواحد مخدوم، صفحات: ۳۸۰ قیمت: =/۲۰۰ روپے

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک سو جھوٹ، متعدد جھوٹی پیش گوئیاں اور بد کرداریاں قادیانیوں کی کتب سے جمع کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں قادیانیوں کے مختلف سوالات کے مدلل جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

دیگر کتب

*قادیان سے اسرائیل تک (ابو مدثرہ) =/60 روپے

* مسئلہ ختمِ نبوت علم و عقل کی روشنی میں (مولانا محمد اسحٰق سندیلوی) =/25 روپے

ختمِ نبوت اور عقیدۂ اقبال

تالیف: عبدالمجید خان ساجد، صفحات: ۲۴۰، قیمت: =/۱۸۰ روپے،

*عقیدۂ ختمِ نبوت پر علامہ اقبال کی ایمان افروز تحریریں * فتنہ قادیانیت کے خلاف علامہ اقبال کی للکار * اقبال قادیانیوں کے تعاقب میں * اقبال کے خلاف مرزائیوں کے جھوٹے الزامات کا مدلل و مسکت جواب * مکمل تحقیق، تہلکہ خیز کتاب

اسلام اور مرزائیت

تالیف: مولانا عتیق الرحمٰن آروی رحمہ اللہ (دیوبند)

صفحات: ۵۶، قیمت: ۲۰ روپے

*ایک اہم کتاب جو عرصہ سے نایاب تھی *اسلام اور مرزائیت کا تقابلی مطالعہ، باحوالہ اور مدلل

ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ کا خاص نمبر

بیاد

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی علیہ الرحمہ

مرتبہ: مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

*تاریخ ساز شخصیت کی جیتی جاگتی تصویر *ایک صدی کی سراپا جہد و عمل زندگی کی دستاویز *ہم عصروں اور ارادت مندوں کا خراجِ تحسین *خوبصورت یادیں، ایمان افروز باتیں، *فکر نعمانی کی جھلکیاں، حضرت نعمانی کے رشحاتِ قلم *چار رنگا دیدہ زیب ٹائٹل * سفید کاغذ * اعلیٰ طباعت *۶۷۶ صفحات *قیمت =/۲۲۵ روپے۔ مع محصول ڈاک = منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں

* دعوتِ حق ......قادیانیوں کو دعوتِ اسلام (علامہ محمد عبداللہ) =/25 روپے * اسلام اور مرزائیت...... تقابلی مطالعہ (علامہ محمد عبداللہ) =/15 روپے * تضاداتِ مرزا قادیانی (مولانا مشتاق احمد) =/35 روپے * مرزا قادیانی کے پچاس جھوٹ (ابو عبیدہ نظام الدین) =/10 روپے * قادیانیت شکن (محمد طاہر رزاق) =/75 روپے * تائیدِ آسمانی در ردّ نشانِ آسمانی (مولانا محمد جعفر تھانیسری) =/10 روپے * قادیانی، اسلام کے غدار (انگریزی) (علامہ اقبال) =/10 روپے

بخاری اکیڈمی: دارِ بنی ہاشم. مہربان کالونی ملتان. 60000

فون: 061.511961

جنّت میں گھر بنائیے!

تحریک تحفظ ختمِ نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام

کرنٹ اکاؤنٹ،
نمبر 2324-9
نیشنل بنک جامع مسجد
بازار چیچاوطنی اکاؤنٹ
بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ
ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی

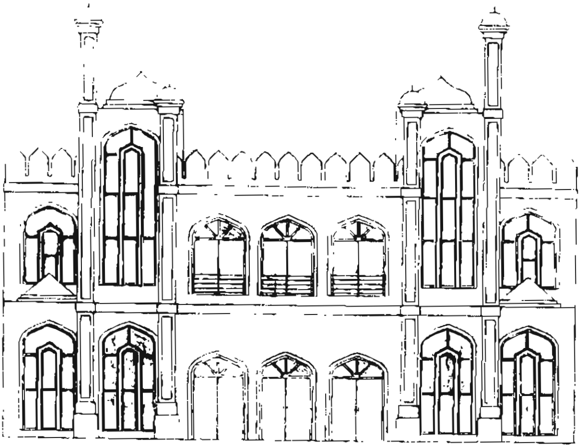

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی کی تعمیر جاری ہے نقد یا سامان کی صورت میں
تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ سے اجر پائیں

رابطہ و معلومات اور ترسیلِ زر کے لیے

دفتر دار العلوم ختمِ نبوت بلاک نمبر 12 چیچا وطنی

فون نمبر: 611657 - 0445

منجانب
انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ)
ای بلاک لوئکم ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی۔ ضلع ساہیوال پاکستان

فون نمبر
0445 - 610955

قرآن کریم اور علم نفسیات

قیمت: 180 روپے

اعجاز قرآنی کا ایک منفرد شاہکار، انسانی نفسیات اور احکام قرآن کے اچھوتے موضوع پر لاجواب کتاب

ناشر: طیب اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

فون: 540513-41501 - 061

انوار البیان فی کشف اسرار القرآن

کامل 9 جلدیں

سلیس اور عام فہم اردو زبان میں سب سے پہلی مفصل اور جامع تفسیر دلنشین انداز میں احکام و مسائل اور مواعظ و نصائح کی تشریح۔ اسباب نزول کا مفصل بیان تفسیر و حدیث اور کتب فقہ کے حوالوں کے اہتمام کے ساتھ، علماء طلباء کے لیے ایک بے مثال علمی تحفہ

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مدظلہ مہاجر مدنی

تاریخ جنات وانسان اور ان کی دعوت

اپنے دلچسپ اور منفرد عنوان پر ایک اچھوتی تصنیف

علماء دیوبند کی تصدیق شدہ معلوماتی کتاب

قیمت: 135 روپے

ناشر: طیب اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

فون: 540513-41501 - 061

اشرف التفاسیر سبق الغایات فی نسق الآیات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے جملہ خطبات، ملفوظات و تالیفات سے منتخب سینکڑوں الہامی تفسیری نکات کا مجموعہ

اعلیٰ کاغذ، معیاری کمپیوٹر کتابت

خوبصورت چار جلدوں میں

قیمت مکمل سیٹ: 1200

مقدمہ و ترتیب: شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت، نکات دقیقہ و لطائف عجیبہ سے مزین شریعت و طریقت کے مسائل آیات سے عجیب استدلال اور قرآنی آیات متعارضہ میں رفع تعارض کے علاوہ اشکالات کا مسکت جواب

ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

فون: 540513-41501 - 061

تاریخ تحفظِ ختمِ نبوّت سیریز

از محمد طاہر رزاق

- شمعِ ختمِ نبوّت کے پروانوں کی باتیں ——— قیمت =/۸۰ روپے
- کاروانِ تحریکِ ختمِ نبوّت کے چند نقوش ۔ قیمت =/۸۰ روپے
- جنہیں ختمِ نبوت سے عشق تھا ! ——— قیمت =/۸۰ روپے
- تحریکِ ختمِ نبوّت کی یادیں ——— قیمت =/۸۰ روپے
- دفاعِ ختمِ نبوّت ——— قیمت =/۸۰ روپے

قادیانیت کش مرزا قادیانی کے اخلاق، لباس، خوراک شاعری اور ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان دشمنی کے بارے میں مستند دستاویز =/۶۰ روپے

دجّال قادیان قادیان کے بدکردار، مرزا قادیانی کو کس نے اور کیوں نبی بنایا ؟ قیمت =/۶۰ روپے

فتنۂ قادیانیت کو پہچانیئے قادیانیت کا ہر گوشہ آئینہ حقیقت کے سامنے۔ قیمت =/۱۵۰ روپے

- امیرِ عزیمت مولانا حق نواز شہیدؒ کی سوانح حیات ——— قیمت =/۱۲۰ روپے (مولانا الیاس بالاکوٹی)

پیغاماتِ جیل

مولانا اعظم طارق کے دورانِ اسیری لکھے گئے پیغامات، خطبات اور خطوط کا حسین مرقع۔ قیمت =/۱۵۰ روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی **ملتان** - فون ۵۱۱۹۶۱

پچاس فیصد رعایت

عبداللہ اکیڈمی لاہور کی

تاریخی، تحقیقی اور سوانحی کتب : فوراً منگوائیں — سٹاک محدود ہے۔

○ **تاریخ انسانی کا سب سے بڑا آدمی : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

(عبدالصمد صارم الازہری)

سو شخصیات کا تقابلی جائزہ ——— [قیمت/ ۸۰ روپے]

○ **تعارف : حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ** } مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی

محدثِ اعظم حضرت امام ابو حنیفہ کے حالات و واقعات پر مشتمل دستاویز۔ [قیمت/ ۲۴ روپے]

○ **خطباتِ شیخ الہند** } حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے

خطبات، خطوط اور فتاویٰ جو آپ نے تحریکِ آزادی کے دوران احباب کو لکھے۔ [قیمت/ ۷۰ روپے]

○ **اسیرانِ مالٹا** } مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

سامراج کے تسلط کے خلاف تحریکِ آزادی کے دوران شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی قید کی سرگزشت جس میں مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مولانا عزیر گلؒ بھی ہمراہ تھے ——— [قیمت/ ۸۰ روپے]

○ **مسلم لیگ کی ۸ مسلم کش سیاسی غلطیاں**

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

تحریکِ آزادی برصغیر کا وہ خفیہ باب جو پہلے کبھی منظر پر نہیں آیا۔ [قیمت/ ۳۰ روپے]

▼▼

بخاری اکیڈمی ملتان
دار بنی ہاشم مہربان کالونی
فون ۰۶۱-۵۱۱۹۶۱

مکتبہ تحقیقاتِ علمیہ کی عظیم پیشکش

فلاحین شرح اردو اغراض جلالین

جلد اوّل

از افادات

استاذ العلماء، رہبر صلحا، شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا عبد الغنی جاجروی
ابو محمد رحمہ اللہ الباری

زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آگئی ہے۔!

نیز: جلد دوم تکمیل سورۃ بقرہ عنقریب منظرِ عام پر آرہی ہے (اِن شاء اللہ)

ترتیب

صاحبزادہ ابوالاسعاد یوسف جاجروی
استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ بدر العلوم حمادیہ، رحیم یار خان

ناشر: مکتبہ تحقیقاتِ علمیہ جامعہ اسلامیہ بدر العلوم حمادیہ رحیم یار خان فون: ۲۳۱۸

ملتان میں ملنے کا پتہ: کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: ۵۴۳۸۴۱

مدرسین درس نظامی وطلباءِ حدیث کے لئے نادر تحفہ

فتح الودود فی حلِّ قال ابوداود

چھپ کر منظرِ عام پر آچکی ہے!

یہ خبر یقیناً باعثِ مسرت ہوگی کہ مکتبہ تحقیقاتِ علمیہ کی طرف سے قال ابوداود کے حل کے لئے کافی محنت اور ورق گردانی کے بعد کتاب ہدیہ ناظرین ہے۔
نیز اتنی وضاحت کافی بسط اور تفصیل کے ساتھ مقدمۃ الکتاب پہلی بار شائع کیا گیا ہے

مع مقدمۃ الکتاب

ترتیب و تالیف

حضرت مولانا ابوالاسعاد یوسف جاجروی
استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ بدر العلوم حمادیہ رحیم یار خان

ناشر: مکتبہ تحقیقاتِ علمیہ جامعہ اسلامیہ بدر العلوم حمادیہ - فون ۲۳۱۸

ملتان میں ملنے کا پتہ
کتب خانہ مجیدیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔

زندگی کے سارے سُکھ، صحّت اور تن دُرستی سے ہیں

ایلوویرا اور منتخب نباتات کا صحّت افزا مرکّب

تن سُکھ سے تن دُرست

تن سُکھ جسم وجاں کو تقویت پہنچاتا ہے، نظامِ ہضم اورافعالِ جگر کی اصلاح کرتا ہے۔

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم وحکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

Adarts -HTS-12/97(R)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

کے دو عہد ساز نمبر

امیرِ شریعت نمبر

بیاد

امیرِ شریعت، خطیبُ الامّت

بطلِ حریت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

جانشینِ امیرِ شریعت نمبر

بیاد

جانشینِ امیرِ شریعت، قائدِ احرار

سیّد ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

★ اُردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار ★ ایک تاریخ، ایک دستاویز، ایک داستان ★ خاندانی حالات، سیرت کے مجلہ اوراق ★ خطابتی معرکے، سیاسی تذکرے ★ بزم سے لے کر رزم اور منبر و محراب سے لے کر دار و رسن تک ★ نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں، سیاسی مجادلوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضائیں ایک آواز ہدایت، جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

★ خوبصورت سہ رنگا سرورق، مجلد، اعلیٰ طباعت

صفحات: ۵۷۶، قیمت ۳۰۰ روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت۔

صرف ۲۰۰ روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں۔

★ ایک قادر الکلام خطیب اور متبحر عالم دین کے سوانح و افکار۔ ★ ایک مفکر اور قائد کے عزم و ہمت اور جرأت و شجاعت کا تذکرہ ★ ایک شاعر و ادیب اور محقق کی علمی، ادبی، صحافتی اور دینی و تحریکی خدمات ★ تاریخ احرار کا ایک روشن باب ★ فکرِ احرار کا امین و وارث ★ عظمتِ صحابہ کا نقیب و محافظ۔ ★ ایک مفکر، مبلغ خطیب اور ادیب کی داستانِ حیات۔

صفحات ——— ۳۰۰

قیمت ——— ۵۰ روپے

پیشگی منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ ڈاک سے حاصل کریں۔

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔ فون ۰۶۱-۵۱۱۹۶۱

Design & Printing by Al-Kitab Graphics Pul Shiwala Multan Ph :